﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد12 | جمعۃ المبارک 25/نومبر 2005ء | 22/شوال 1426 ہجری قمری ❁ 25/نبوت 1384 ہجری شمسی | شمارہ 47

زرّیں ہدایات

اَبُوبُرْدَہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰؓ اور معاذؓ بن جبل کو یمن کی طرف والی بنا کر بھیجا۔ آپؐ نے ہر ایک کو ایک ایک حصہ کا والی مقرر کر کے بھیجا (یمن کے دو حصے تھے)۔ پھر فرمایا: آسانی پیدا کرنا، مشکلیں پیدا نہ کرنا، محبت و خوشی پھیلانا اور نفرت نہ پہنچنے دینا۔

(بخاری 'کتاب المغازی' باب بعث ابی موسیٰ و معاذ الی الیمن)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

بار بار زلزلہ کے متعلق جو الہامات ہوتے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پر کچھ ایسی تیاری ہو رہی ہے کہ یہ امر جلد ہونے والا ہے۔

11/اپریل 1905ء: وحی الٰہی عَفَتِ الدِّيَارُ کا ذکر تھا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے عرض کی کہ اَلدِّيَارَ سے مراد کانگڑہ ویلی ہی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ شرک کا بڑا امکان ان دنوں میں وہی ہے۔ دو بڑی دیویوں کے مندر اس جگہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر دو کو تباہ کیا اور بڑے پرانے شرک کو دنیا سے مٹا دیا۔ حضرت نے فرمایا:

"لوگ کہا کرتے تھے کہ خدا نے کس طرح پہاڑ کو بنی اسرائیل کے اوپر کر دیا تھا، یہ قصہ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ اب کانگڑہ، دھرمسالہ مقامات کے لوگوں نے خوب سمجھ لیا ہوگا کہ ﴿وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ﴾(البقرۃ:64) کس طرح سے ہو سکتا ہے۔ ذرا سے زلزلے میں ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ گویا پہاڑ اوپر آ گرا۔ پھر خدا چاہے اس کو پیچھے ہٹا دے یا اُوپر گرا دے۔ یہ نیچریت زمانہ کے جہلاء کا جواب ہے جو خدا نے زلزلہ کے ذریعہ سے دیا ہے۔ امید ہے کہ اس قدر نظارے دیکھ کر بعض خوش قسمت لوگ سمجھ جائیں گے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے احاطۂ قدرت میں ہے اور وہ جو چاہتا ہے کر دیتا ہے"۔

❁......ایک اخبار والے کا ذکر آیا کہ وہ لکھتا ہے زلزلے تو آیا ہی کرتے ہیں۔ اس میں مرزا صاحب کا کیا نشان ہوا۔ فرمایا:

"یہ لوگ نابینا ہیں۔ نشان تو اس بات میں ہے کہ عین موقع پر ایک شخص نے قبل از وقت پیشگوئی کی اور دکھایا کہ یہی وقت ہے۔ خیر سب اندھے نہیں ہیں۔ سمجھنے والے سمجھ لیں گے کہ یہ کس قسم کا نشان ہے۔ ہزاروں برسوں کے جو معبد اور بُت چلے آتے تھے وہ اب سرنگوں ہو گئے ہیں۔ یہ نشان نہیں تو اور کیا ہے؟"۔

❁......فرمایا: "ان بتوں کا ٹوٹنا خدا تعالیٰ کی اس توحید کے قائم ہونے کے واسطے جس کے لئے ہم رات دن دعائیں کرتے ہیں، ایک تفاؤل ہے"۔

فرمایا: "اس الہام سے بھی جو ہم کو ہوا تھا کہ "جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی بُت ٹوٹنے والے ہیں کیونکہ قرآن شریف میں بھی یہ آیت بتوں کے ٹوٹنے اور اسلام کے غلبہ کے واسطے آئی ہے"۔

❁......دھرمسالہ سے خبر آئی کہ اس جگہ اپنی جماعت کے جتنے آدمی تھے سب بچ گئے۔ فرمایا: "كَفَفْتُ عَنْ بَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ والی وحی ان کے معاملہ میں تو پوری ہو گئی۔ خدا نے اس غریب جماعت کا نام اس وقت بنی اسرائیل رکھا ہے"۔

15/اپریل 1905ء: فرمایا: "لوگ کچھ ہی کریں اور کچھ ہی لکھیں مگر جیسی آفت کی خبر خدا نے اب دی ہے یہ جب ظاہر ہوگی تو بہرحال ان کو ماننا ہی پڑے گا۔ کسی جگہ سے دس ہزار کے مرنے کی اور کسی جگہ سے تین ہزار کے مرنے کی خبر آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحی نے پہلے سے ہی خبر دی تھی کہ یہ سب کچھ تیرے لئے ہے۔ لَكَ نُرِيْ اٰيَاتٍ۔ اور ایسا ہی براہین احمدیہ میں درج ہیں۔ قُوَّةُ الرَّحْمٰنِ لِعُبَيْدِاللّٰهِ الصَّمَدِ۔ اس جگہ ہمارا نام عبیداللہ اس لحاظ سے رکھا گیا ہے کہ ہم مخالفوں کی دُکھ دہی اور مصائب سے بہت ستائے گئے ہیں"۔

❁......کسی نے خبر سنائی کہ بھاگسُو میں کسی سو مر گئے اور جو باقی ہیں وہ بھوک سے مر رہے ہیں۔ اور سبحان پور میں بڑی تباہی آئی لیکن احمدی جماعت کا آدمی وزیرالدین ہیڈ ماسٹر بچ گیا۔ فالحمدللہ۔ فرمایا:

"یہ نشان تو صرف ایک بیج بویا گیا ہے اور تخم ریزی ہے۔ اور دوسرا نشان اس سے بڑھ کر ہوگا۔ کفار میں بھی سعید فطرت ہوتے ہیں۔ آخر ہنود بھی اس طرف توجہ کریں گے"۔

16/اپریل 1905ء: ایک انگریزی اخبار کا مضمون حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ محققین حیران ہیں کہ ان پہاڑوں سے یہ امید نہ تھی۔ فرمایا: "عقلمندوں کو کس طرح خدا حیران کرتا ہے۔ ان ملکوں میں آتش فشانی کی کبھی امید نہ تھی بلکہ یہ پہاڑ امن کا سلسلہ سمجھا جاتا تھا"۔

25/اپریل 1905ء: اس الہام کا تذکرہ تھا کہ بھونچال آیا اور شدید آیا۔ فرمایا کہ: "بار بار زلزلہ کے متعلق جو الہامات ہوتے ہیں اور خوابیں آتی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پر کچھ ایسی تیاری ہو رہی ہے کہ یہ امر جلد ہونے والا ہے۔ بہت سی باتیں ہوتی ہیں کہ انسان ان کو دُور سمجھتا ہے مگر خدا کے علم میں وہ بہت قریب ہوتی ہیں۔ ﴿اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا۔ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا﴾(المعارج:7-8)۔ تم اسے دور دیکھتے ہو اور ہم قریب دیکھتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 261-268 جدید ایڈیشن)

فرمودات خلفاء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور متابعت میں کامل فتح کے حصول کے عزم کا اعلان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"پس قرآن کریم نے جب یہ وعدہ فرمایا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مَیں نے (یعنی خدا نے) اس لئے مبعوث فرمایا ہے کہ دنیا کے تمام دینوں پر اس کے دین کو یا اس کو غالب کر دے۔ تو یہ منصوبہ تو بن چکا ہے اور ہم اس منصوبہ کو پورا کرنے میں اپنی سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ تمہیں توفیق نہیں مل رہی کہ اس منصوبے کے لئے کام کرو، تمہیں یہ توفیق نصیب نہیں ہو رہی کہ اسلام کے غلبہ کے لئے ہماری طرح قربانیاں دو، اپنی جان و مال اور عزتیں پیش کرو، زندگیاں وقف کرو، اسلام اور دیگر مذاہب پر غور و فکر کرتے ہوئے نئے نئے نکات لے کر آؤ، نئے دلائل پیش کرو، نئے براہین سے دنیا کا مقابلہ کرو اور ان کو فتح کرو۔ لیکن تم تو ان باتوں سے عاری ہو۔ تمہارے دامن میں تو سوائے گالیوں کے اور کچھ بھی نہیں، سوائے جبر اور تشدد کی تلوار کے تمہارے پاس ہے کیا؟۔ ہم تو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی اعلیٰ اور عمدہ حالت میں پاتے ہیں۔ ہم تو اپنے وجود کو اس نقشہ کے اندر لکھا ہوا پاتے ہیں اور اپنے نقوش اس نقشہ میں مرتسم پاتے ہیں جو قرآن کریم میں بنایا گیا، ہم سے زیادہ خوش نصیب اور کونسی قوم ہو سکتی ہے۔ اور تم خود ان نقوش کو ابھار رہے ہو اور تمام دنیا میں یہ اعلان کر رہے ہو کہ یہ وہ جماعت ہے جس نے تمام دنیا کی فتح کا منصوبہ بنایا ہے اور وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت کے سوا اور کوئی جماعت ہو ہی نہیں سکتی۔ پس ہم تو اس تقسیم پر راضی ہیں۔ تمہارا دل جو چاہتا ہے کرو، جو زور لگتا ہے لگا لو، جتنی طاقتیں سمیٹ سکتے ہو سمیٹ لو اور ساری دنیا میں احمدیت کے خلاف پراپیگنڈا کرو کہ یہ جماعت تم سب کے لئے ایک خطرہ ہے۔ مگر ہم اس منصوبے پر عمل درآمد کرنے سے باز نہیں آئیں گے۔ ہمارا ایک بھی قدم تمہارے خوف سے پیچھے نہیں ہٹے گا کیونکہ ہم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں اور ہم نے آپؐ کو ہی اپنے آقا اور اپنے مولیٰ کے طور پر پکڑا ہوا ہے۔ آپؐ کے دامن کو ہم نے نہیں چھوڑنا۔ آپ کے غلام پیچھے ہٹنے والے غلام نہیں تھے۔ آپؐ کے غلاموں کی فطرت کا خمیر اس مٹی سے نہیں اٹھایا گیا جس مٹی میں بزدلی پائی جائے۔

پس ہم تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس میدان میں لازماً آگے بڑھیں گے اور ہر میدان میں آگے بڑھتے ہی چلے جائیں گے، ہر جہت میں آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ ہم اور ہماری آنے والی نسلیں، ہمارے بوڑھے اور ہمارے بچے چین نہیں لیں گے جب تک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تاج ظالموں کے سروں سے نوچ کر واپس حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش نہیں کر دیتے۔ وہی ہمارے لئے طمانیت کا وقت ہے۔ وہی ہمارے لئے چین اور آرام جاں ہے۔ اسی کی خاطر ہم مرتے ہیں اور اسی کی خاطر ہم مرتے رہیں گے۔ اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اسلام کا جھنڈا جلد از جلد دنیا کی تمام بڑی سے بڑی سلطنتوں کے بڑے سے بڑے ایوانوں پر لہرایا جائے۔ ایک ہی جھنڈا ہو اور وہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہو۔ ایک ہی اعلان ہو اور وہ نعرۂ تکبیر کا اعلان ہو کہ کوئی خدا نہیں سوائے اُس خدا کے جو ایک خدا ہے اور کوئی اور رسول باقی نہیں مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری صاحب شریعت اور صاحب حکم رسول ہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶/اپریل ۱۹۸۵ء۔ مسجد فضل لندن)

اداریہ

قدرتی آفات

؎ یاالٰہی فضل کراسلام پراورخود بچا　　اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سُن لے پکار

رمضان کے شروع میں پاکستان میں منڈی بہاؤالدین کے پاس ’’مونگ‘‘ نامی قصبہ میں ظلم و بربریت کی خوفناک واردات ہوئی جس میں موٹرسائیکل سوار تین نامعلوم افراد نے مسجد میں جمعہ کے دن نماز فجر کی ادائیگی کے دوران جبکہ نمازی روزے سے تھے فائرنگ کر کے سب نمازیوں کوخون میں نہلا دیا۔آٹھ روزہ دار نمازی موقع پر ہی شہید ہوگئے جبکہ باقی نمازیوں کی اکثریت زخمی بھی ہوگئی جن میں سے بعض شدید زخمی تھے۔اس سانحہ میں جس قدر درندگی اور سفا کی پائی جاتی ہے وہ اتنی قابل مذمت ونفرت ہے کہ اس کے لئے کسی زبان میں وہ الفاظ نہیں پائے جاتے جن سے پوری طرح اس کا اظہار کیا جا سکے۔اللہ تعالیٰ شہید ہونے والوں کوغریق رحمت کرے۔پسماندگان کا حامی وناصر ہواور دہشت گردی و مذہبی منافرت کرنے والوں کوسمجھ عطا فرمائے کہ وہ اسلام اور بانی اسلام کے نام پر ایسے گندے کاموں سے باز آجائیں۔

اس سانحہ عظیم کے اگلے روز ہی پاکستان میں خوفناک زلزلہ سے ایسی تباہی آئی کہ پاکستان کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔کم وبیش ایک لاکھ افراد آناً فاناً لقمۂ اجل بن گئے۔اس سے کہیں زیادہ زخمی ہوئے۔ہزاروں مکانات زمین بوس ہوگئے اور لاکھوں افراد بے گھر ہوکر پریشانیوں کا شکار ہو گئے۔مرنے والوں میں بہت بڑی تعداد سکول جانے والے پیارے معصوم بچوں کی تھی جوعلم کے حصول کی تگ ودو میں جان کی بازی ہار گئے۔یہ اتنا بڑا صدمہ اور اتنا زیادہ نقصان ہے کہ اس کا پوری طرح اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔اپنے گاؤں،اپنے گھر،اپنی چیزوں سے جو جذباتی لگاؤ اور انس ہوتا ہے اس کا کوئی کیا اندازہ کر سکے گا!!!

اللہ تعالیٰ بڑا رحیم ہے اس کے رحم اور عفو کی وجہ سے ہی اکثر اوقات لوگ اس کی نافرمانی اور غلط باتوں کی طرف چلے جاتے ہیں اور ان کے اعمال ومشاغل ایسے ہو جاتے ہیں جیسے ان پر کوئی نگران اور مالک نہ ہو اور وہ شتر بے مہار کی طرح جس طرح چاہیں اپنی زندگی بسر کریں۔دوسری طرف یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ یہ دنیا دارالعمل ہے۔یہاں انسان اپنے اعمال میں آزاد ہے وہ چاہے تو صراط مستقیم پر چلتے ہوئے اور حقوق العباد کی پوری طرح ادائیگی کرتے ہوئے فرشتوں کی سی زندگی بسر کرے اور خدا کی رضا اور خوشنودی حاصل کرے اور اگر چاہے تو گناہ اور نافرمانی کی زندگی اختیار کر کے شیطان مجسم بن جائے اور خالق و مالک کے انکار اور سرکشی میں اخلاق فاضلہ اور انسانی تقاضوں کو یکسر نظرانداز کر دے۔

قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ گناہ گاروں کوسزا دینے اور ان کی گرفت کے لئے اگلے جہان کی زندگی میں حساب ہوگا اور ہر کسی کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔اس دنیا میں بالعموم مکافات عمل کا نظارہ دیکھنے میں نہیں آتا مگر کبھی کبھی اللہ تعالیٰ یہ بتانے کے لئے کہ وہ موجود ہے اور وہ مالک ہے اپنی موجودگی اور ملکیت کا احساس بھی دلاتا ہے۔قرآن مجید ایسی مثالوں سے بھرا پڑا ہے کہ گزشتہ اقوام کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح نیست و نابود کر دیا کہ وہ دنیا کے لئے باعث عبرت بن گئیں۔

حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے اپنی ’’آپ بیتی‘‘ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ ایک بہت چھوٹی سی پہاڑی ریاست میں راجہ کے سامنے ایک گڑوی (ایک برتن) کی ملکیت کا تنازعہ پیش ہوا۔دو آدمی اس کی ملکیت کا دعویٰ کر رہے تھے۔ان میں سے ایک کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔اس شخص نے اپنے بیٹے کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ یہ گڑوی میری ہے۔راجہ نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا۔وہ خوش خوش اپنے گھر کی طرف جا رہے تھے کہ آسمانی بجلی گری اور وہ دونوں جل کر راکھ ہو گئے۔اگلے دن لوگوں نے دو جلی ہوئی لاشوں کے ساتھ وہی گڑوی پڑی ہوئی دیکھی...... یہ ایک مثال ہے کہ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ اس طرح اپنی ملکیت اور وجود کا احساس دلاتا ہے۔

پاکستان کے اس المیہ پر ہر دل غمگین ہے۔ہر آنکھ نے اس پر آنسو بہائے ہوں گے اور ابھی غم واندوہ کا یہ عالم مدتوں چلے گا لیکن اس وجہ سے کہ ہم اس کی حکمت کو نہیں سمجھ سکے ہمیں یہ کہنے کا حق نہیں ہوسکتا کہ ایسی آفات خود بخود طبعی عمل کی وجہ سے ہو جاتی ہیں اور ان کا کسی انسانی عمل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ایسی سوچ انسان کو خدا کے انکار اور دہریت کی طرف لے جا سکتی ہے۔اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے لاتعلق اور لاعلم نہیں ہے۔ایسے واقعات یقیناً طبعی تقاضوں سے ہی سرزد ہوتے ہیں اور اس کی یقیناً سائنسی وجوہ موجود ہوتی ہیں۔مگر قدرتی اسباب اور طبعی تقاضوں کے پورا ہونے کا وقت اور وجوہ خدا تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں۔وہ علیم وخبیر اور علام الغیوب ہے۔

دنیا کے مختلف حصوں میں آنے والی مختلف زمینی و آسمانی آفات اور زلازل میں خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ یقیناً کام کر رہی ہے۔یہ الگ بات ہے کہ ہم اپنی ناقص عقل اور ناقص معلومات کی وجہ سے اس حکمت کو نہ سمجھ سکیں۔عقل و دانش کا تقاضا یہی ہے کہ ایسے ہولناک مصائب و آفات کے موقع پر انسان بے خوف اور دلیر ہونے کی بجائے خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کی قدرت وجلال پر نظر کرتے ہوئے اصلاح نفس اور اصلاح معاشرہ کی طرف متوجہ ہو اور اس کے حضور جھکتے ہوئے اس کی حفظ وامان کا طالب ہو۔ہر قسم کے شر اور فساد سے اور ایسی باتوں سے بچے جو خدا تعالیٰ کے غضب اور اس کی ناراضگی کو بھڑکانے والی ہیں تاکہ وہ مولا کریم اپنے بندوں پر رحم فرمائے۔اپنی عاجزی اور گناہوں کا اعتراف انسان کو صراط مستقیم اور توبہ کی طرف لے جا کر قدرتی آفات سے سبق حاصل کرنے اور فائدہ اٹھانے کی طرف رہنمائی کر سکتا ہے جبکہ خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ کو نہ سمجھنے اور اباء واستکبار پر اصرار کی وجہ سے انسان سرکشی و نافرمانی میں ترقی کرنے اور خدا تعالیٰ کے وجود سے انکار اور شرک تک جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع انسان پر رحم فرمائے اور انہیں اپنے اندر ایسی پاک تبدیلیاں کرنے کی توفیق بخشے جو اس کے فضل اور رحمت کو کھینچ لانے والی ہوں اور ایسے بداعمال سے بچائے جو اس کے غضب کو بھڑکانے کا موجب ہوا کرتے ہیں۔

’’مبارک وہ ہیں جو ڈریں اور قبل اس کے جو خدا کے غضب کا دن آوے توبہ سے اس کو راضی کر لیں کیونکہ وہ حلیم اور کریم اور غفور اور توّاب ہے جیسا کہ وہ شدید العقاب بھی ہے‘‘۔(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(عبدالباسط شاھد)

واقعہ مونگ

(مورخہ 4؍رمضان المبارک 26؍ھش بمطابق 17؍اکتوبر 2005ء کی صبح موٹر سائیکلوں پر سوار اور جدید اسلحہ سے لیس چند شقی القلب نقاب پوش مسجد احمدیہ مونگ (ضلع منڈی بہاؤالدین۔پاکستان) کے کھلے دروازوں سے نماز فجر میں مشغول معصوم، نہتے عبادت گزاروں پر گولیوں کی بارش برسا کر فرار ہو گئے۔اس بزدلانہ حملے کے نتیجہ میں آٹھ احمدیوں نے جام شہادت نوش کیا۔مجروحین کی تعداد بیس سے زیادہ تھی۔

ان شہداء میں سولہ سالہ یاسر احمد بھی شامل ہے جسے تاریخ احمدیت میں واقفین نو کے اوّلین شہید ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔یہ نظم اسی نوجوان شہید کے نام معنون کرتا ہوں۔جمیل الرحمٰن)

گزارے تھے سجدے جہاں اب لہو ہے
یہ منظر ہی ایمان کی آبرو ہے
لہو ہے ، لہو ہے ، لہو ہی لہو ہے
بہت گرم و تازہ بہت سرخرو ہے
ذرا ظالمو اس کو چھو کر تو دیکھو
یہی تھی کمائی یہاں عمر بھر کی
گواہی بنے گا یہی خوں سحر کی
لہو ہے ، لہو ہے ، لہو ہی لہو ہے
یہی خون اس قوم کی آبرو ہے

تمہیں شوقِ خنجر زنی اس قدر ہے
کہ شیطاں کے دستِ نگر ہو گئے ہو
تعصب کی ظلمت میں دل کھو چکے ہو
مگر کھوجنے کی بھی فرصت نہیں ہے
ادھر ہم پہ نازاں فلک ہے، زمیں ہے
لہو ہے ، لہو ہے ، لہو ہی لہو ہے
یہی خون اس قوم کی آبرو ہے

غلامانِ ختم الرسلؐ سے اے لوگو
یہی قرونِ اولیٰ میں ہوتا رہا ہے
یہی تھی وہ صبر و وفا کی روایت
جسے آج ہم لوگ دوہرا رہے ہیں
اسی دھج سے مقتل کو سب جا رہے ہیں
لہو ہے ، لہو ہے ، لہو ہی لہو ہے
یہی خون اس قوم کی آبرو ہے

شہیدانِ راہِ وفا کی نشانی
یہ ماں باپ ، بھائی ، یہ بیوی ، یہ بچے
سبھی حوصلوں کے عَلَم بن گئے ہیں
تم ان کے سروں کو جھکاؤ گے کیسے ؟
بتاؤ تم ان کو مٹاؤ گے کیسے؟
لہو ہے ، لہو ہے ، لہو ہی لہو ہے
یہی خون اس قوم کی آبرو ہے

شہیدوں کے ایثار کا رنگ دیکھا؟
تھے خود جاں بلب فکر تھی دوسروں کی
ملا جس کو پانی کہا بھائی کو دو
رہا گھومتا وہ کٹورے کا پانی
ہوئے جاں بحق سب بنے جاودانی
لہو ہے ، لہو ہے ، لہو ہی لہو ہے
یہی خون اس قوم کی آبرو ہے

کئے تم نے اپنے ضمیروں کے سودے
ذرا اس لہو کی چمک بھی تو دیکھو
یہ ہے جنس انمول بازار جاں میں
بہا کر اسے خوں بہا کیسے دو گے ؟
حساب اس کا روز جزا کیسے دو گے ؟
لہو ہے ، لہو ہے ، لہو ہی لہو ہے
یہی خون اس قوم کی آبرو ہے

(جمیل الرحمٰن۔ہالینڈ)

سیدنا حضرت مصلح موعود، خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۹؍دسمبر ۱۹۵۴ء کو ربوہ سے اخبار الفضل کی اشاعت کے آغاز پر فرمایا:’’...... اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے‘‘۔

سورۃ اللّھب میں
دشمنانِ اسلام کی تباہی کی عظیم الشّان خبر

سورۃ اللّھب کی نہایت پرمعارف تفسیر۔فرمودہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

میں اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (شروع کرتا ہوں)

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾۔ شعلہ کے باپ کے دونوں ہاتھ ہی شل ہو گئے ہیں .اور وہ (خود) بھی شل ہوکر رہ گیا ہے۔

حل لغات:۔تَبَّتْ۔ تَبَّ سے واحد مؤنث غائب کا صغیہ ہے اور تَبَّ يَتُبُّ تَبًّا کے معنے ہیں هَلَكَ وَخَسِرَ۔تباہ و برباد ہوگیا اور اُس نے نقصان اٹھایا۔اور جب تَبَّتْ يَدَاهُ کا فقرہ بولیں تو اس کے معنی ہوں گے ضَلَّتَا وَخَسِرَتَا۔اس کے دونوں ہاتھوں نے نقصان اٹھایا اور تباہ ہوئے۔(اقرب)

مفردات امام راغب میں لکھا ہے: اَلتَّبُّ وَالتَّبَابُ اَلِاسْتِمْرَارُ فِی الْخُسْرَانِ یعنی اَلتَّبُّ وَالتَّبَابُ (جو تَبَّ کے فعل مصدر ہیں) کے معنی ہیں ہمیشہ گھاٹا اٹھانا۔اور ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ﴾ کے معنی ہیں اِسْتَمَرَّتْ فِی خُسْرَانِهٖ۔ اَبُو لَهَب کے دونوں ہاتھ ضرور نقصان اٹھائیں گے۔

اَلْيَدُ:۔کے معنی ہیں اَلْكَفُّ ہاتھ۔نیز اس کے معنی ہیں اَلْجَاهُ وَالْوَقَارُ۔عزت ورتبہ۔ اَلْقُوَّةُ وَالْقُدْرَةُ وَالسُّلْطٰنُ وَالْوَلَايَةُ۔قوت وطاقت۔بادشاہت و غلبہ۔اَلْجَمَاعَةُ۔جماعت۔ اَلنِّعْمَةُ وَالْاِحْسَانُ احسان اور نعمت۔(اقرب)

اَلْاَبُ:۔ اَلَّذِیْ يَتَوَلَّدُ مِنْهُ اٰخَرُ مِنْ نَوْعِهٖ۔ یعنی اس وجود کو جس سے اسی نوع کی چیز پیدا ہو جس نوع کا وہ خود ہے اَبْ کہتے ہیں یعنی والد۔نیز اَب کے معنی ہیں مَنْ كَانَ سَبَبًا فِی اِيْجَادِ شَیْءٍ اَوْ اِصْلَاحِهٖ اَوْ ظُهُوْرِهٖ جو کوئی کسی چیز کے ایجاد کرنے یا ظاہر کرنے اور وجود میں لانے کا سبب ہو اس کو بھی اَب کہتے ہیں۔(اقرب)

لَهَبٌ:۔ لَهَب ،لَهِب کا مصدر بھی ہے اور اسم بھی ہے۔اور لَهَبَتِ النَّارُ کے معنی ہوتے ہیں اِشْتَعَلَتْ خَالِصَةً مِنَ الدُّخَانِ آگ ایسی تیزی سے بھڑک اٹھی کہ اس میں دھواں باقی نہ رہا۔اور لَهَب کے معنی ہوتے ہیں لِسَانُ النَّار یعنی آگ کا شعلہ (اقرب)

پس ابولہب کے معنی ہونگے شعلوں کا باپ یعنی ایسی چیزوں کا موجد جو آگ کو بھڑکائیں۔

آنحضرت ﷺ کی صداقت کی ایک عظیم الشّان دلیل

تفسیر:۔محمد رسول اللہ ﷺ کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے کے دلائل میں سے ایک زبردست دلیل یہ ہے کہ جب آپ نے دعویٰ کیا اس وقت آپ نے اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق اعلان کیا کہ آپ جس مقصد کو لے کر کھڑے ہوئے ہیں اس میں آپ بہر حال کامیاب ہوں گے۔گو دنیا آپ کی مخالفت کرے گی لیکن کوئی شخص آپ کا بال تک بیکا نہیں کرسکے گا۔آپ وہ کونے کا پتھر ہیں کہ جس پر آپ گرے وہ بھی چکنا چور ہوگا اور جو آپ پر گرے گا وہ بھی چکنا چور ہو جائے گا۔تاریخ شاہد ہے کہ آپ کا یہ دعویٰ درست نکلا۔دعویٰ کے بعد مخالفت کے بڑے بڑے طوفان آئے ،لوگوں نے آپ کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے ،آپ کے متبعین کو ختم کرنے کی تدبیریں کی گئیں۔ایسے حالات میں جب کہ کامیابی کی کوئی امید نہیں ہوسکتی تھی رسول کریم ﷺ بار بار یہی اعلان فرماتے کہ آپ کامیاب ہوں گے۔اسلام مغرب و مشرق میں پھیل جائے گا۔ساری دنیا آپ کے جھنڈے تلے جمع ہو گی اور پھر یہی نہیں کہ اسلام کی زبردست حکومت قائم ہو جائے گی بلکہ آخر اس پر ایک ایسا وقت آئے گا جب اسلام کے ماننے والے قرآنِ کریم پر عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ان پر تنزل وادبار آجائے گا۔ان کی حکومتیں ختم ہو جائیں گی۔اور بعض نئی برسر اقتدار آنے والی قومیں اسلامی ممالک کو دبا لیں گی اور اسلام بے سروسامانی کی حالت میں ہو جائے گا۔تب اللہ تعالیٰ محمد رسول ﷺ کی روح کو دنیا میں دوبارہ بھیجے گا۔اور پھر سے اسلام زندہ ہوگا۔اور اس کے دشمن ختم ہوں گے۔اور اسلام کا دوبارہ احیاء ہوگا۔یہ وہ خبریں ہیں جو قرآن کریم سے ہمیں کثرت سے ملتی ہیں۔اور ایسی خبریں اور ان کی تفصیلات رسول کریم ﷺ نے اپنے صحابہؓ کے سامنے بیان فرمائی ہیں۔جن میں سے بعض احادیث کی کتب میں محفوظ ہوکر ہم تک پہنچ گئی ہیں۔اور یہ سب باتیں لفظاً لفظاً پوری بھی ہوگئیں۔

پس ایسے وقت میں جبکہ بظاہر کامیابی کے امکانات نظر نہیں آتے تھے اپنی ترقی اور اپنے عروج کی خبریں دینا اور عروج کے بعد پھر قوم کے تنزل کی پیشگوئی کرنا اور پھر کہنا کہ اس تنزل کے بعد پھر عروج ہوگا یہ سب کچھ محض دماغ کے تصورات نہیں ہوسکتے۔بلکہ رسولِ کریم ﷺ کو خدا تعالیٰ نے ہی یہ سب خبریں دی تھیں۔تبھی تو غیر معمولی حالات میں پوری ہوئیں۔پس ان سب خبروں کا پورا ہونا محمد رسول ﷺ کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے اور یہ بتاتا ہے کہ آپ منجانب اللہ تھے۔

آج یورپین ممالک بام عروج پر پہنچے ہوئے ہیں ان کی تہذیب ،ان کا تمدن اور ان کی ایجادات کو دیکھ کر سب دنیا دنگ ہے۔اور یہ لوگ خود بھی ان سب باتوں کو اپنی فوقیت میں پیش کرتے ہیں۔آج ہر ملک کی نگاہ ان کی طرف اٹھتی ہے۔اور ہر قسم کے علوم کا منبع ان کے ممالک کو سمجھا جاتا ہے۔مسلمانوں کی وہ حکومتیں جن سے دنیا کانپ اٹھتی تھی ،جن کے سامنے یوروپین ملکوں کے لوگ شاگردوں کی طرح بیٹھتے تھے ،جن کے گھوڑوں نے ان کے ملکوں کو روندڈالا آج سمٹ سمٹا کر محدود علاقوں میں رہ گئی ہیں۔وہ شیر جس کے سامنے سب ممالک چوہوں کی طرح تھے آج وہ شیر اتنا کمزور اور ضعیف ہے کہ یہ چوہے اس کے جسم پر دوڑتے پھر رہے ہیں اور اس کو نوچتے ہیں اور شیر میں اتنی قوت نہیں کہ ان چوہوں کو بدن سے ہٹا سکے۔

آج کا مسلمان بھی مایوس ہو چکا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسلام آج ہے تو کل نہیں۔اور جو کوئی یورپین ممالک میں جاتا ہے اور وہاں کی ترقی اور عروج کو بنظرِ خود مشاہدہ کرتا ہے وہ مجسم یاس اور ناامیدی بن جاتا ہے اور واپس پہنچ کر یہی پیغام دیتا ہے کہ اسلام کا اب خدا ہی حافظ ہے بظاہر اس کے دوبارہ ترقی کرنے کا امکان نہیں۔کیونکہ ایک طرف اس کے دشمنوں نے اس کی سیاسی طاقت کو ختم کردیا ہے اور دوسری طرف اسلام کے ماننے والوں نے خود اسلام کو خیر باد کہہ دیا اور یورپ کو اپنا امام سمجھ کر اس کی اقتدا کو فخر خیال کرنے لگ گئے اور نہوں نے یہ بھلا دیا کہ ایک مسلمان کو جو کتاب بطور مکمل ضابطہ حیات کے دی گئی ہے وہ اس لئے نہیں کہ یہ دوسروں سے راہنمائی حاصل کرے بلکہ اس لئے ہے تا لوگ اس کے نور سے منور ہوں اور اس کی پیروی سے دین و دنیا میں فائدہ اٹھائیں۔

اسلام کے عروج و زوال کی پیشگوئیاں

درحقیقت اسلام کا تنزل اور یورپین ممالک کا یہ عروج بھی محمد رسول ﷺ کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے۔کیونکہ رسول کریم ﷺ نے یہ سب خبریں آج سے تیرہ سو سال پہلے بتا دی تھیں اور اتنی تفصیل سے بتائیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔یوں معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح سینما کی فلم دکھائی جاتی ہے اسی طرح آپ کو وہ تمام حالات پردہ پر دکھا دیئے گئے جن سے اسلام دوچار ہونے والا تھا۔اور ان سب واقعات کے رونما ہونے نے محمد رسول ﷺ کی صداقت پر مہر لگا دی۔کیونکہ اتنا علم غیب جتنا رسول کریم ﷺ نے بیان فرمایا کبھی کسی شخص کو اس وقت تک معلوم نہیں ہوسکتا جب تک کہ خدائے عالم الغیب اس کو نہ بتائے۔

پس اسلام کا یہ ضعف ،یہ بے کسی اس واسطے نہیں کہ ہم گھبرا جائیں ،ہم مایوس ہو جائیں۔بلکہ جس خدا نے اسلام کے تنزل کی خبر رسول کریم ﷺ کو دی اور آپ نے اپنے صحابہؓ کو بتائی اور وہ لفظ بہ لفظ پوری بھی ہوئی اسی خدا کی طرف سے آپ کو ایک اَور خبر بھی دی گئی اور وہ یہ کہ اسلام دوبارہ ترقی کرے گا۔اور اپنے دشمنوں پر غالب آئے گا۔اس سے ٹکرانے والے پاش پاش ہوں گے اور اسلام کا جھنڈا ساری دنیا پر لہرائے گا۔لیکن یہ سب کچھ خدا تعالیٰ خود کرے گا۔جس طرح کہ محمد رسول ﷺ کے زمانہ میں ہوا تھا۔اسی طرح آخری زمانہ میں دوبارہ محمد رسول ﷺ کی روح دنیا میں آئے گی اور خدا کی نصرت اور اس کے فضل کو جذب کرے گی اور ملائکہ کی فوجیں آسمان سے اتر کر کمزوروں کو طاقتور اور سلطنتوں کا وارث بنا دیں گی۔

پس کسی مسلمان کے لئے مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔اسے محمد رسول ﷺ کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھنا چاہئے اور انتہائی کوشش میں لگے رہنا چاہئے کہ مناسب اسباب اور ذرائع کے اختیار کرنے سے جلد سے جلد وہ مقصد حاصل ہو جائے۔اور پورے وثوق کے ساتھ اس وقت کا انتظار کرنا چاہئے جس کی خبر محمد رسول ﷺ نے دی ہوئی ہے۔

ذیل میں ہم بعض ان اخبار کا ذکر کرتے ہیں جو قرآن کریم اور حدیث میں موجودہ زمانہ کے متعلق بیان کی گئی ہیں ان کا تعلق سورۃ لہب کے مضمون کے ساتھ ہے۔تا ایک مسلمان کے لئے ان کو پڑھ کر زیادتیٔ ایمان کا موجب ہو کہ کس طرح آج سے تیرہ سو سال قبل بیان کی ہوئی خبریں پوری ہو رہی ہیں۔اور وہ یہ یقین کر لے کہ دوسری خبریں جو اسلام کی ترقی کے متعلق ہیں وہ بھی اسی طرح پوری ہوں گی جس طرح سے یہ خبریں پوری ہوئی ہیں۔

سو جاننا چاہئے کہ آخری زمانہ میں اسلام نے جن مصائب اور فتنوں سے دوچار ہونا تھا،ان فتنوں میں سے دو وجودوں کا خاص طور پر ذکر آتا ہے۔اور ان وجودوں کے فتنوں کا خاص طور پر ذکر کرنے کی یہ وجہ ہے کہ ان سے اسلام کو خاص طور پر نقصان پہنچنا تھا۔ایک وجود کا نام دجّال رکھا گیا ہے۔اور دوسرے فتنہ کے دو ظہور بیان کئے گئے ہیں۔ایک ظہور کا نام یاجوج اور ایک کا نام ماجوج بتایا گیا ہے۔چنانچہ مسلم کی حدیث میں ہے کہ:۔

عَنْ حُذَيْفَةَ ابْنِ اُسَيْدِ الْغَفَّارِی قَالَ اَطَّلَعَ النَّبِیُّ ﷺ علينا و نحن نتذاكر فقال ما تذكرون قالوا انذكر السَّاعة۔ قال انها لن تقوم حتی ترو قبلها عشر ايات۔ فذكر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها۔ونزول عيسى ابن مريم ويا جوج وماجوج وثلثة خسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزيرة العرب۔واخرذلک نار تخرج من اليمن تطرد الناس الى محشرهم۔(مسلم بحواله مشكوٰة كتاب الفتن باب العلامات بين يدی الساعة)

یعنی حذیفہ ابن اُسَید الغفاری کہتے ہیں کہ ایک دن ہم چند لوگ بیٹھے قیامت کا ذکر کررہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے ہم پر جھانکا اور دریافت فرمایا کہ کیا باتیں کررہے ہو؟۔ہم نے عرض کیا کہ ہم قیامت کا ذکر کررہے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ اس کے برپا ہونے سے قبل دس علامات کا ظاہر ہونا ضروری ہے۔اور آپ نے حسبِ ذیل علامات گنوائیں۔

دخان،خروج دجّال، خروج دابہ،طلوع الشّمس من المغرب،نزول عیسیٰ بن مریم،خروج یاجوج و ماجوج اور تین ایسے واقعات جن سے لوگ زمین میں دھنسیں گے۔ایک ایسا واقعہ مشرق میں ہوگا اور ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں۔اور آخری علامت یہ بتائی کہ یمن کی طرف سے ایک آگ نکلے گی۔

ان علامات میں دجاّل اور یاجوج اور ماجوج کے نکلنے کا ذکر ہیا ور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت یہ دونوں فتنے آپس میں ملتے جلتے ہیں اور ایک ہی فتنہ کی مختلف شاخیں ہیں۔یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں یاجوج و ماجوج کا تو ذکر آتا ہے لیکن دجّال کا ذکر نہیں آتا۔حالانکہ رسول کریم ﷺ نے اس کی اہمیت زیادہ بیان فرمائی ہے۔چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

ذكر الدجال فقال انی لا نذركموه ومامن نَبِیٍّ الّا انذر قومَهٗ لقد انذر نوح قومَهٗ۔

(كنز العمال جلد ۷ صفحه ۱۹۵ بحواله ابوداؤد و ترمذی)

یعنی دجال کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی اُمت کو دجال سے ہوشیار نہ کیا ہو۔نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ہوشیار کیا اور میں بھی اس کی خبر دیتا ہوں اور قوم کو ہوشیار رہنے کی تلقین کرتا ہوں۔

خروج دجّال اور یاجوج و ماجوج کے متعلق پیشگوئیاں

پس اتنے بڑے فتنے کا ذکر قرآن کریم میں نہ آنا اور یاجوج ماجوج کا ذکر آنا بتاتا ہے کہ درحقیقت یاجوج و

ماجوج اور دجّال کا فتنہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یا ایک ہی فتنہ کی دو شاخیں ہیں۔اس کی مزید تصدیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ دجّال اور یاجوج و ماجوج کا ایک ہی زمانہ ہے۔اور پھر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دونوں ساری دنیا پر غالب آجائیں گے۔یہ باتیں بتاتی ہیں کہ یہ دجّال اور یاجوج و ماجوج کے فتنے کوئی الگ قسم کے فتنے نہیں ہیں بلکہ ایک ہی فتنہ کے مختلف مظاہر ہیں۔

درحقیقت دجّال مذہبی پہلو سے اس فتنہ کا نام رکھا گیا ہے۔دجّال کے معنے ہوتے ہیں ملمّع ساز،فریب کرنے والا۔

پس آخری زمانہ کا فتنہ جس سے کہ بنو اسرائیل کے انبیاء بھی ڈراتے رہے ہیں.اس کے دو حصے ہونے تھے۔ ایک حصہ تو مذہبی عقائد اور مذہبی خیالات میں فساد پیدا کرنے کے متعلق تھا اور ایک حصہ سیاسی حالات اور سیاسی امن کو برباد کرنے کے متعلق تھا۔

جو مذہبی عقائد سے متعلق فتنہ تھا اس کے بھڑکانے والی رُوح کو دجّال کہا گیا ہے۔یعنی فریب اور دھوکا دینے والی ہستی۔

اور جو فتنہ کہ سیاسی پہلوؤں کے ساتھ تعلق رکھنے والا تھا اس کے بھڑکانے والی ہستیوں کو یاجوج اور ماجوج کہا گیا ہے۔

یاجوج ماجوج کے الفاظ اَجِیْج سے نکلے ہیں.اور اَجَّتِ النَّارَ اَجِیْجًا کے معنے ہیں .تَلَهَّبَتْ۔آگ بھڑک اُٹھی اور جب اَجَّجَتِ النَّا رُ کہیں تو معنے ہوں گے اَلْهَبْتَهَا فَالْتَهَبَتْ کہ آگ کو بھڑکا! تو وہ بھڑک اُٹھی۔ (اقرب) پس لفظ اَجَّ کے معنے آگ بھڑکانے کے ہیں۔

اور یاجوج و ماجوج کے الفاظ ایسی ہستیوں پر دلالت کرتے ہیں جو ایسی طاقت رکھیں گے کہ آتشین اسلحہ کے استعمال سے دنیا پر غلبہ پالیں گے۔

اس تشریح کے بعد ہم سب سے پہلے قرآن کریم کی اُن خبروں کا ذکر کرتے ہیں جو کہ یاجوج و ماجوج کے متعلق آتی ہیں۔

خروج یاجوج و ماجوج کا ذکر قرآن مجید میں

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ﴾ (انبیاء:97) کہ ایک زمانہ تک یاجوج و ماجوج کو دنیا کے کناروں پر بند رکھا جائے گا۔اس کے بعد وہ دیوار جو اُن کو روکے ہوئے ہوگی،ٹوٹ جائے گی۔یعنی اسلام کی حکومت جاتی رہے گی اور اس کا زور ٹوٹ جائے گا۔ اس کی روحانی طاقت بھی کمزور پڑ جائے گی اور مسلمان اپنے دین کو بھول جائیں گے۔چنانچہ اس زمانہ کی تعیین کے متعلق سورۂ سجدہ میں اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے:۔

﴿یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ﴾ (السجدہ :6) یعنی رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں اسلام ترقی کرے گا اور پھر جیسا کہ حدیثوں میں ہے تین سو سالوں کے بعد وہ کمزور ہونا شروع ہوگا اور ایک ہزار سال تک برابر کمزار ہوتا جائے گا گویا یہ زمانہ رسول کریم کے تیرہ سو سال بعد کا ہے۔

پھر آیت ﴿حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ﴾ (انبیاء:97) سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یاجوج و ماجوج سمندر پار رہنے والی اور پہاڑوں کے پرے رہنے والی قومیں ہیں۔ چنانچہ آیت کے الفاظ یہ ہیں ﴿وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ﴾ اور حَدَب کے معنے لُغت میں موج اور اونچی اور سخت زمین کے لکھے ہیں۔پس مِنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ کے الفاظ بتاتے ہیں کہ یاجوج و ماجوج جو سمندر پار رہنے والی اور پہاڑوں کے پرے رہنے والی اقوام ہیں وقت موعود پر پہاڑوں سے اور سمندروں کی موجوں پر سوار ہو کر ایشیا میں اتر پڑیں گی۔ایشیا کا نام ہم اس لئے لیتے ہیں کہ اس جگہ نبی کریم ﷺ اور آپؐ کے دشمنوں کا ذکر ہے اور نبی کریم ﷺ کی قوم ایشیا میں ہی بستی ہے۔

اسی طرح سورۃ کہف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

﴿حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا لَّا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا۔ قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَ مَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَدًّا۔ قَالَ مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا۔ اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ۔ حَتّٰٓی اِذَا سَاوٰی بَیْنَ الصَّدَفَیْنِ قَالَ انْفُخُوْا۔ حَتّٰٓی اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا۔ قَالَ اٰتُوْنِیْٓ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا۔ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا۔ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّیْ۔ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ۔ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا۔ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ یَوْمَئِذٍ یَّمُوْجُ فِیْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا۔ وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ یَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِیْنَ عَرْضًا۔ الَّذِیْنَ كَانَتْ اَعْیُنُهُمْ فِیْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِیْ وَكَانُوْا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَمْعًا۔ اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ۔ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِیْنَ نُزُلًا۔ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا۔ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴾

(سورۃ کہف:94-105)

ان آیات اور اس سے چند پہلی آیات میں ذوالقرنین بادشاہ (یعنی خورس) کے بعض واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور بتایا ہے کہ یاجوج و ماجوج اقوام جو شمالی ایشیا اور مشرقی یورپ کے علاقوں میں رہتی تھیں ایشیا کی زرخیزی کی وجہ سے اس پر حملے کرتی تھیں۔ ذوالقرنین نے ان اقوام کے حملوں کو بڑی سختی سے روک دیا اور یہ اقوام ایشیا کے انتہائی شمال مغرب اور یورپ کے مشرق میں گھر گئیں۔اور ذوالقرنین نے اس امر کا انتظام کیا کہ ان اقوام کے ایشیا میں آنے کی صورت ہی نہ رہے اور ان کے حملوں سے نجات کے لئے ایک دیوار بنادی۔

سورۃ کہف کی آیات جو اوپر لکھی گئی ہیں ان میں ذوالقرنین کے اس واقعہ کا ذکر ہے۔اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ذوالقرنین جب دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو اس نے ان کے وَرے کچھ ایسے لوگ پائے جو بمشکل اس کی بات سمجھتے تھے۔انہوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین! یاجوج و ماجوج اس ملک میں یقیناً فساد پھیلا رہے ہیں۔پس کیا ہم لوگ آپ کے لئے کچھ خراج اس شرط پر مقرر کردیں کہ آپ ہمارے درمیان ایک روک بنادیں۔اس نے کہا کہ اس قسم کے کاموں کے متعلق میرے رب نے جو مجھے طاقت بخشی ہے وہ دشمنوں کے سامانوں سے بہت بہتر ہے۔اس لئے تم مجھے اپنی طاقت کے مطابق مدد دو تاکہ میں تمہارے درمیان اور ان کے درمیان ایک روک بنادوں۔تم مجھے لوہے کے ٹکڑے لادو۔چنانچہ وہ روک تیار ہونے لگی یہاں تک کہ جب اس نے پہاڑی کی دونول چوٹیوں کے درمیان دیوار بنادی تو اس نے ان سے کہا کہ اب مجھے گلا ہوا تانبا لادو تاکہ میں اس کو اس میں استعمال کرکے اس کو مضبوط کردوں۔پس جب وہ دیوار تیار ہوگئی تو یاجوج و ماجوج کے حملے رک گئے۔نہ تو وہ اس دیوار پر چڑھ کر اس کو پھاند سکے اور نہ اس میں کوئی سوراخ کرسکے۔ اس پر ذوالقرنین نے کہا کہ یہ کام محض میرے ربّ کے احسان سے ہوا ہے۔پھر جب عالمگیر عذاب کے متعلق میرے ربّ کا وعدہ پورا ہونے پر آئے گا تو وہ اسے توڑ کر زمین کے برابر کردے گا۔اور میرے رب کا وعدہ ضرور پورا ہوکر رہنے والا ہے۔(یعنی وہ موعود وقت آنے والا ہے جبکہ یہ قومیں جنوب مشرق کی طرف بڑھیں گی اور یہ دیوار بیکار ہوجائے گی۔کیونکہ ان قوموں کا داخلہ سمندر کے ذریعہ سے ہونا تھا۔اور یہ دیوار ان کے لئے روک نہ ہوسکتی تھی۔) پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب یہ وقت آجائے گا تو ہم ان قوموں کو ایک دوسرے کے خلاف جوش سے حملہ آور ہوتے ہوئے چھوڑ دیں گے اور بگل بجایا جائے گا اور دنیا میں ہلچل مچ جائیگی۔تب ہم ان سب کو اکٹھا کردیں گے اور ہم اس دن جہنم کو کافروں کے سامنے لائیں گے۔ان کے سامنے جن کی آنکھیں میرے ذکر یعنی قرآن کریم کی طرف سے غفلت کے پردہ میں تھیں اور وہ سننے کی طاقت بھی نہیں رکھتے تھے۔تو کیا یہ سب کچھ دیکھ کر پھر بھی وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے سمجھتے ہیں کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو مددگار بناسکیں گے۔ہم نے تو کافروں کی ضیافت کے لئے جہنم کو تیار کر رکھا ہے۔تو انہیں کہہ کہ کیا ہم تمہیں ان لوگوں سے آگاہ کریں جو اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ گھاٹا پانے والے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی تمام تر کوشش اس دنیاوی زندگی ہی میں لگ گئی ہے اور وہ خیال کرتے ہیں وہ اچھا کام کررہے ہیں۔

ان آیات سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں ترقی کرتے کرتے یاجوج و ماجوج دونوں قومیں دنیا کے ممالک پر قابض ہوجائیں گی اور پھر آپس میں ان کی رقابت شروع ہوجائے گی اور آخر کار دونوں کی آپس میں مڈبھیڑ ہوجائے گی۔اور وہ ایک دوسرے پر آگ برسائیں گی اور اپنی تباہی کا موجب بن جائیں گی۔پھر فرمایا کہ دونوں بڑی صنعتی قومیں ہوں گی اور عجیب در عجیب ایجادیں کریں گی لیکن دین اور خدا سے تعلق پیدا کرنے کی طرف سے غافل ہوجائیں گی اور اس وجہ سے ان کی دنیوی اور علمی ترقی بیکار ہوجائے گی اور ان کو تباہی سے بچا نہیں سکے گی۔

یہ پیشگوئیاں موجودہ زمانے پر بالکل صادق آتی ہیں۔اسلامی حکومت کا تنزل سترھویں صدی کے شروع میں ہوا ہے اور اس کے بعد مغربی حکومتوں کی سیاسی رسّہ کشی شروع ہوئی ہے اور سائنس کی ترقی ہوئی ہے اور فلسفہ اور مادیت نے حملے شروع کئے ہیں جس کے نتیجہ میں مذہب آکر بالکل بیکار ہوکے رہ گیا۔مادیت نے خالص منطقی نکتوں کی اتباع کرکے اقتصادی تغیرات کی ایسی ایسی شکلیں پیش کیں کہ دنیا محو حیرت ہوگئی اور انہی میں سے ایک نتیجہ کمیونزم ہے۔دنیا کے پیدا کرنے والے ایک خدا اور اس کے نظام کو چھوڑ کر مَیں سمجھ ہی نہیں سکتا کہ دنیا کمیونزم یا نازی ازم سے وَرے کسی اور دلیل کو تسلیم کرسکتی ہو۔خدا تعالیٰ اور اسکی تعلیمات کو نظر انداز کرکے یا تو ہمیں یہ ماننا ہوگا کہ تمام انسان برابر ہیں اور دنیا کی سب چیزیں ان میں زور کے ساتھ برابر تقسیم کردینی چاہئیں اور یہ ماننا پڑے گا کہ ''جس کی لاٹھی اسکی بھینس''۔طاقت ہی اصل چیز ہے جس کے پاس طاقت ہے وہی قابل ہے اور وہی دنیا کی نعمتوں کا مستحق ہے۔آخر ان دونوں نظریوں کے سوا خالص عقل اور کیا نظریہ پیش کرسکتی ہے۔صرف مذہب ہی ہے جو خدا اور اخلاق کو درمیان میں لاکر ایک درمیانی راہ پیش کرتا ہے ورنہ عقل تو ان دونوں نظریوں کے سوا کسی جگہ نہیں ٹھہرتی۔

یاجوج و ماجوج کے متعلق بائبل میں بھی پیشگوئی پائی جاتی ہے اور بتایا گیا ہے کہ آخری زمانہ کی ان دونوں طاقتوں (یعنی یاجوج و ماجوج) میں رقابت بڑھتے بڑھتے آخر لڑائی کا موجب ہوجائے گی اور وہ دونوں ایک دوسرے کے خلاف آتشین اسلحہ کا استعمال کریں گی۔

چنانچہ حزقی ایل باب 38 آیت 18 تا 22 میں آتا ہے:

''ان ایام میں جب جُوج اسرائیل کی مملکت پر چڑھائی کرے گا تو میرا قہر میرے چہرے سے نمایاں ہوگا۔ خداوند فرماتا ہے کیونکہ میں نے اپنی غیرت اور آتشِ قہر میں فرمایا کہ یقیناً اس روز اسرائیل کی سرزمین میں سخت زلزلہ آئے گا یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں اور آسمان کے پرندے اور میدان کے چرندے اور سب کیڑے مکوڑے جو زمین پر رینگتے پھرتے ہیں اور تمام انسان جو رُوئے زمین پر ہیں میرے حضور تھرتھرائیں گے اور پہاڑ گر پڑیں گے اور کراڑے بیٹھ جائیں گے اور ہر ایک دیوار زمین پر گر پڑے گی اور مَیں اپنے سب پہاڑوں سے اس پر تلوار طلب کروں گا۔خداوند خدا فرماتا ہے ہر ایک انسان کی تلوار اس کے بھائی پر چلے گی اور مَیں وبا بھیج کر اور خونریزی کرکے اسے سزا دوں گا۔اور اس پر اور اس کے لشکروں پر اور ان بہت سے لوگوں پر جو اس کے ساتھ ہیں شدت کا مینہ اور بڑے بڑے اولے اور آگ اور گندھک برساؤں گا۔''

پھر باب 39 آیت 4 تا 7 میں لکھا ہے:

''تو اسرائیل کے پہاڑوں پر اپنے سب لشکر اور حمایتیوں سمیت گر جائے گا اور میں تجھے ہر قسم کے شکاری پرندوں اور میدان کے درندوں کو دوں گا کہ کھا جائیں۔تو کھلے میدان میں گرے گا۔کیونکہ میں ہی نے کہا ہے خداوند فرماتا ہے اور میں ماجوج پر اور ان پر جو بحری ممالک میں امن سے سکونت کرتے ہیں آگ بھیجوں گا۔''

یاجوؔج اور ماجوؔج کے متعلق قرآن کریم اور بائبل کی پیشگوئیوں میں ایک فرق

قرآن کریم اور بائبل کی وہ آیات جو اوپر لکھی جاچکی ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بائبل اور قرآن کریم دونوں یاجوج و ماجوج کی لڑائی کے متعلق متفق ہیں۔لیکن قرآن کریم بائبل سے ایک بات زائد طور پر بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جہاں تک ان کے سیاسی نظریوں کا سوال ہے وہ دونوں ہی اس لڑائی میں تباہ ہوجائیں گے۔اور دونوں میں سے کوئی بھی اپنی ہستی کو اس جنگ کے بعد زیادہ دیر تک قائم نہیں رکھ سکے گا۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دجّال اور یاجوج و ماجوج کے فتنے برپا ہوں گے اور اسلام کمزور ہوجائے گا

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

انسان کا کیا حرج ہے اگر وہ فسق و فجور چھوڑ دے۔
اٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے لئے بھی اور انسانیت کے لئے بھی دعاؤں کی توفیق دے اور دنیا میں امن اور صلح اور آشتی قائم ہو۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 4رنومبر 2005ء بمطابق 4رنبوت 1384 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

1905ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک انذاری وحی کے بعد ایک نظارہ دیکھا۔ایک رروح بڑی بے چینی کا اظہار کر رہی ہے۔اس نظارے کے دیکھنے پر آپ نے فرمایا کہ:

''انسان کا کیا حرج ہے اگر وہ فسق و فجور چھوڑ دے۔کون سا اس میں اس کا نقصان ہے اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے۔آگ لگ چکی ہے۔اٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ۔

(اشتہار الانذار 18/اپریل 1905ء بحوالہ تذکرہ ایڈیشن 2004ء صفحہ 450)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے لئے بھی اور انسانیت کے لئے بھی دعاؤں کی توفیق دے اور یہ جو آگ لگی ہوئی ہے اس کو اپنے آنسوؤں سے بجھانے کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا میں امن اور صلح اور آشتی قائم ہو اور یہ لوگ مامور کو پہچاننے کے قابل ہوں۔آمین۔

❁❁❁❁❁❁❁

خطبہ عیدالفطر

رمضان اور اس کے بعد عید یہ سبق دیتے ہیں کہ ایک سچے مسلمان کی ہر حرکت اور سکون خدا تعالیٰ کی رضا کے تابع ہونے چاہئیں۔

عبادات اور حقوق العباد کی ادائیگی کے جس معیار کو رمضان کے دوران حاصل کرتے ہیں اس پر قائم رہنے یا مزید بہتر بنانے کی رمضان کے بعد بھی کوشش کرتے رہیں۔

عید کے موقع پر ہمسایوں کو عید کے تحفے بھجوائیں تو اس سے ماحول میں احمدیت کے تعارف اور تبلیغ کے رستے کھلیں گے۔

(تمام دنیا کے احمدیوں کو عید مبارک کا پیغام)

خطبہ عیدالفطر سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 4رنومبر 2005ء بمطابق 4رنبوت 1384 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ عیدالفطر کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ-اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾ (سورۃ النساء:37)

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر و احسان ہے کہ آج ہم رمضان کے اپنی برکتوں کے ساتھ گزر جانے کے بعد عید منا رہے ہیں۔گزشتہ تیس دن ہم نے روزے بھی اس لئے رکھے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا اور آج یہ خوشی بھی ہم اس لئے منا رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔یہ سبق ہے جو ہمیں رمضان اور اس کے بعد عید دے رہے ہیں کہ ایک سچے مسلمان کی ہر حرکت اور ہر سکون خدا تعالیٰ کی رضا کے تابع ہونے چاہئیں،اس کی مرضی کے مطابق ہونے چاہئیں۔آج ہم میں سے بہتوں نے نئے یا صاف ستھرے کپڑے اس لئے پہنے ہوئے ہیں اور اپنی توفیق کے مطابق اچھے کھانے اس لئے کھا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ خوشی مناؤ۔لیکن یہ خوشیاں اور ان جائز چیزوں کے استعمال کی اجازت،جن کے استعمال پر گزشتہ ایک ماہ،انتیس دن یا تیس دن مختلف جگہوں پر پابندی رہی،اس لئے نہیں ہے کہ اب تم گیارہ مہینے کے لئے بالکل آزاد ہو گئے ہو، اب بقایا گیارہ مہینے جو ہیں خوب کھاؤ پیو اور عیش کرو۔ ہر قسم کے ضابطۂ اخلاق کو یکسر بھلا دو۔اس عید کا قطعاً یہ مقصد نہیں ہے۔ اور اس اجازت کا قطعاً یہ مقصد نہیں ہے۔اس لئے یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ جس طرح قیدی آزاد ہوتے ہیں یا کوئی دنیا دار کسی مشکل یا مصیبت سے چھٹکارا پاتا ہے تو وہ بڑی دعوت کا اہتمام کرتا ہے،اپنے دوستوں کو بلاتا ہے،خوب اودھم مچتا ہے،لہو ولعب ہوتی ہے،ڈھول ڈھمکے ہوتے ہیں،ناچ گانے ہوتے ہیں،اور خوشی منانے کے نام پر بیہودگیاں ہو رہی ہوتی ہیں۔یہ تو جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ ایک سچے مسلمان سے خوشی کا اظہار اور تیار ہونا اور نئے کپڑے پہننا اور کھانا پینا اس لئے ہے کہ آج عید ہے۔اور

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ عید مناؤ۔ اور تیس دن جو جائز باتوں سے اور چیزوں سے ایک خاص وقت کے لئے رُکے تھے وہ اس لئے تھا کہ ان باتوں سے رکنے کا اللہ تعالیٰ کا حکم تھا۔ تو یہ دونوں عمل اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہیں۔ اس کے علاوہ جہاں تک عبادتوں کا اور دوسرے نیک کاموں کا تعلق ہے ان کے بارے میں تو یہ حکم ہے کہ جس طرح رمضان میں کرتے تھے اس طرح اب بھی کرو اور ہمیشہ کرتے رہو۔ صرف یہ ہے کہ رمضان میں ان چیزوں کے لئے ایک خاص ماحول پیدا کیا گیا تھا۔ یہ رمضان کا مہینہ اس لئے نہیں آیا تھا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ اس مہینے میرے بندے بیگار کاٹیں یا ان پر کوئی چٹی ڈالی جائے۔ اللہ تعالیٰ کو تو نہ کسی بیگار کی ضرورت ہے اور نہ کسی سے کسی چٹی کی ضرورت ہے۔ اس نے تو انسان کو ایک مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اور وہ مقصد ہے اس کی عبادت کرنا۔ اور جو بندے اس کی عبادت میں لگے رہیں گے وہ عباد الرحمٰن کہلائیں گے۔ اور جو اس کے حکموں پر نہیں چلیں گے وہ خود اپنا نقصان کر رہے ہوں گے۔ تو ہم احمدی اس زمانہ کے امام کو ماننے کے بعد، حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ اے اللہ! ہم تیرے ان بندوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں جو عباد الرحمٰن بننے والے ہیں، جو عباد الرحمٰن ہیں، جو عباد الرحمٰن بننا چاہتے ہیں۔ پس ہر احمدی کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ یہ رمضان جو گزر رہا ہے وہ اس پر کوئی بیگار یا چٹی نہیں تھا کہ مجبوراً عبادتیں بھی کر لیں، روزے بھی رکھ لئے اور مجبور دل کے ساتھ رمضان کا آخری جمعہ بھی پڑھ لیا۔ اور اب سو حیلوں بہانوں سے عبادتوں سے بھی دور چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے دوسرے احکامات سے بھی دور ہٹتے چلے جائیں اور بہانے بنائیں، عذر تلاش کرنے شروع کر دیں۔ عبادتوں اور دوسرے احکامات کی تعمیل ہم پر ایک بوجھ بن جائے۔ مختلف تاویلیں ان کو جاری نہ رکھنے کے لئے گھڑ رہے ہوں۔ تو یہ تو ایک احمدی کا مقصد نہیں ہے کہ بعد میں سستیاں پیدا ہو جائیں، کاہلی پیدا ہو جائے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ایسے لوگوں کی مثال اس طرح دی ہے کہ کہتے ہیں کہ ایک شخص سردیوں میں نہانے دریا پر جا رہا تھا۔ اس نے رسم یا مذہب جو بھی تھا اسے پورا کرنا تھا۔ اور جوں جوں دریا کی طرف قدم بڑھ رہا تھا سردی کی وجہ سے اس کا نہانے کا خوف دریا کے ٹھنڈے پانی کی وجہ سے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ آخر دریا پر جو پہنچا تو ہمت نہیں ہوئی کہ دریا میں نہائے۔ اس نے چھوٹا سا کنکر یا پتھر کا ٹکڑا اٹھایا اور دریا میں پھینک دیا کہ تو راشنان مورا شنان۔ کہ تیرا نہانا میرا نہانا برابر ہو گیا۔ یعنی تو پانی میں چلا گیا سمجھو کہ مَیں بھی پانی میں چلا گیا۔ واپس آتے ہوئے اس کو ایک شخص ملا۔ اس نے کہا کہاں سے آ رہے ہو؟ بتایا کہ اس طرح مَیں دریا پر نہانے گیا تھا۔ وہ بھی رسم پوری کرنے جا رہا تھا۔ تو سردی بڑی تھی مَیں تو یہ کر کے آیا ہوں کہ پانی میں ایک کنکر پتھر پھینکا ہے اور یہ فقرہ دہرا آیا ہوں۔ تو اس نے کہا یہ تو بڑی آسان ترکیب ہے۔ تو اس نے بجائے اس کے کہ دریا کے کنارے تک پہنچتا وہیں سے کھڑے کھڑے ایک پتھر کا ٹکڑا پھینک دیا اور کہہ دیا تو را شنان مورا شنان۔ تو عبادتوں میں حیلے بہانے نہیں تراشنے چاہئیں۔ آسانیاں ضرورت سے زیادہ پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ اس رمضان میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں موقع دیا کہ اس میں ہم روزے رکھیں اور پہلے کی نسبت بہتر رنگ میں عبادتوں کی طرف توجہ بھی دیں اور یہ تبدیلی پورے ماحول میں تبدیلی کی وجہ سے ہم میں آئی، چاہے مجبوری سے آئی یا جس وجہ سے بھی آئی۔ اس کو اب ہر احمدی کو زندگی کا حصہ بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے ایک ٹریننگ کا موقع دیا تھا کہ تم کہتے ہو میری عبادتوں کی طرف توجہ نہیں ہوتی، میرے سے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پوری طرح ادائیگی نہیں ہوتی تو یہ مہینہ ہے اس میں سب لوگ اس طرف متوجہ ہیں۔ ہر کوئی عبادت میں لگا ہوا ہے، ہر کوئی اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ عام حالات میں تم سے جو سستیاں ہو جاتی ہیں تو ان دنوں میں اس ماحول کی وجہ سے ان کو دور کرنے کی کوشش کرو تا کہ ٹریننگ حاصل ہو جائے۔ اور پھر یہ ایک دفعہ کی ٹریننگ کا عمل جو ہے یہ زندگی کا مستقل حصہ بن جائے۔ اس ٹریننگ کے مہینے میں جو تو پہلے ہی عبادتیں کرنے والے ہیں کرتے ہیں۔ حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دینے والے ہیں وہ اس ٹریننگ کی وجہ سے مزید اپنے اپنے معیار بہتر کرتے ہیں۔ پھر جس معیار کو حاصل کر لیتے ہیں اس پر قائم رہنے یا مزید بہتر کرنے کی رمضان کے بعد بھی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور جو سست تھے، نمازوں میں بے قاعدہ تھے باقاعدگی نہ رکھنے والے تھے، بعض احکامات پر عمل نہ کرنے والے تھے وہ بھی بہتر تبدیلی کی طرف قدم بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد بھی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر رمضان کے بعد پھر بہانے جوئیاں ہونے لگ جائیں، بہانے بنانے لگ جائیں، اور صرف اس سوچ میں رہے کہ کنکر پھینک کر ہی نہا لیں گے اور مستقل عمل نہیں کریں گے ان کے لئے تو رمضان آیا نہ آیا برابر ہوگا۔ پس ہر احمدی کو یہ سوچ رکھنی چاہئے کہ اس نے کسی کنکر پتھر کو نہیں نہلانا بلکہ خود اس مصفّی اور صاف پانی سے فیض اٹھانا ہے۔ اور رمضان کے دنوں کی مجبوری کی وجہ سے یا ماحول کے زیر اثر جو نیک تبدیلی کی طرف اُسے توجہ پیدا ہوئی ہے اسے نہ صرف جاری رکھنا ہے بلکہ اس میں بہتری پیدا کرنی ہے۔ اس ٹریننگ کی اب عام حالات میں دہرائی کرنی ہے تا کہ یہ نیک عادتیں جو پڑی ہیں وہ پکی ہو جائیں۔ عید کی خوشیاں اور عید کے پروگرام اور رات گئے تک دعوتیں اور مجلسیں اس ماحول کے اثر سے اور اس ٹریننگ سے دور نہ لے جائیں جو رمضان کے دنوں میں حاصل ہوئی ہے۔ اس لئے آج عید کے دن سے ہی اس بات پر پکے ہو جائیں کہ نمازوں میں بھی باقاعدگی رکھنی ہے اور دوسرے اعمال بھی بجا لانے ہیں۔ ایک حدیث مَیں نے گزشتہ جمعہ بیان کی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص محض للہ دونوں عیدوں کی راتوں میں عبادت کرے تو اس کا دل ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا جائے گا۔ اور اس کا دل اس وقت بھی نہیں مرے گا جب سب دنیا کے دل مر جائیں گے۔ پس اپنے دل کو مردہ ہونے سے بچانے کے لئے اور ہمیشہ کی زندگی دینے کے لئے ضروری ہے کہ مجبوری یا شوق یا حالات یا ماحول جس وجہ سے بھی رمضان میں اپنے دلوں کو عبادت کی طرف راغب کیا تھا اس پر اب قائم ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر مستقل مزاجی سے عمل کریں۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے بعض احکامات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ یہ احکامات رمضان کے لئے ہیں، صرف رمضان میں ان پر عمل کرنا ہے بلکہ یہ عام زندگی کے لئے احکامات دیئے گئے ہیں۔ بلکہ مومن کی یہ نشانی بتائی گئی ہے کہ وہ ان نیکیوں پر عمل کرتے ہیں۔ اگر نہیں کرتے تو متکبر ہیں، شیخی بگھارنے والے ہیں اور ایسے لوگوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ یہ سب باتیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے ایسی ہیں کہ رمضان کے خاص ماحول کی وجہ سے ہر گھر میں کچھ نہ کچھ حد تک ان پر عمل ہو رہا ہوتا ہے، یا عمل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہوتی ہے۔ پس مزا تو اب چکھ ہی لیا ہے۔ اب اس کی عادت بھی ڈال لینی چاہئے۔ پہلی بات جو بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور نہ صرف عبادت کرنی ہے بلکہ شرک سے پاک عبادت ہو۔ دنیاوی مسائل اور مجبوریاں اور دوسری بعض دلچسپیاں جو ہیں عبادت کے وقتوں سے آگے پیچھے کرنے والی نہ ہو جائیں۔ ورنہ یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے جو ایک انسان کے اندر ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرتؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو کفر اور شرک کے قریب کر دیتا ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو ہمیشہ یہ کوشش کرنی چاہئے، اس بات کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ میں نماز میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی کرنے والا تو نہیں۔ رمضان کے بعد اس بارے میں مجھ سے سستی تو نہیں ہو رہی۔ اللہ تعالیٰ نے میرے پر احسان کیا، مجھے موقع دیا کہ زندگی کا ایک اور رمضان دیکھوں، اس سے فائدہ اٹھاؤں۔ اور جس حد تک بھی مَیں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے اس پر اب قائم رہنے کی کوشش کروں۔ اگر روزانہ رات کو ہر ایک اپنا جائزہ لینے کی عادت ڈال لے تو جو بھی بہتر تبدیلی کسی نے بھی اپنے اندر پیدا کی ہے یا اللہ تعالیٰ نے اس کو توفیق دی ہے اس کو قائم رکھنے یا بہتر کرنے کی عادت پڑ جائے گی اور معیار گرنے کی بجائے بہتری کی طرف جائیں گے۔

پھر اس اہم حکم کے بعد جو کہ انسان کی پیدائش کا مقصد ہے اگلی باتیں جو بیان ہوئی ہیں وہ بندوں کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں ہیں۔ بڑے جامع احکامات ہیں جن میں قریب ترین اور پیارے ترین رشتے یعنی والدین کے حقوق سے لے کر کسی کا بھی کسی انسان کے ساتھ دُور کا جو تعلق ہے اس کے حقوق بیان ہوئے ہیں۔

پہلی بات، فرمایا کہ والدین کے ساتھ احسان کرو۔ لیکن احسان کے لفظ سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ میں اس احسان کا بدلہ اتار رہا ہوں جو انہوں نے بچپن میں مجھ پر کیا ہے۔ اس احسان کا مطلب ہے کہ ان سے ہمیشہ اچھا سلوک کرو۔ دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ﴾ (بنی اسرائیل :24) یعنی کبھی بھی کسی بات پر بھی، ناپسندیدگی پر بھی ان کو اُف نہ کہنا۔ احسان جتانے والا تو احسان جتا دیتا ہے۔ یہاں فرمایا کہ احسان جتانا تو ایک طرف رہا تم نے اُف بھی نہیں کہنا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آپؐ نے تین دفعہ یہ الفاظ دہرائے کہ ’’مٹی میں ملے اس کی ناک‘‘، ’’مٹی میں ملے اس کی ناک‘‘۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہؐ کس کی ناک مٹی میں ملے، کون شخص قابل مذمت اور بدقسمت ہے۔ آپ نے فرمایا: ’’وہ شخص جس نے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا‘‘۔ انسان اپنے ماں باپ کے احسان کا جو انہوں نے اس پر بچپن میں کئے ہیں، کا بدلہ اتار ہی نہیں سکتا۔ اس لئے قرآن کریم نے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے، اولاد کو یہ دعا سکھائی ہے کہ والدین کے لئے دعا کرو کہ ﴿وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل:25) کہ اے میرے رب ان پر مہربانی فرما کیونکہ انہوں نے بچپن کی حالت میں میری پرورش کی تھی۔ والدین کے لئے یہ جو دعا ہے، یہ دعا کے ساتھ ساتھ بچپن میں والدین کے بچوں پر جو احسان ہوتے ہیں اُن کی بھی یاد دلاتی ہے کہ انسان احسان یاد کر کے دعا کر رہا ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ قریبی رشتہ داروں سے بھی شفقت اور احسان کا سلوک کرو۔ ایک حدیث میں آتا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جو شخص رزق کی فراخی چاہتا ہے یا خواہش رکھتا ہے کہ اس کی عمر اور ذکر خیر زیادہ ہو، لوگ اس کو اچھا سمجھیں۔ اسے صلہ رحمی کا خُلق اختیار کرنا چاہئے۔ رشتہ داروں کا خیال رکھنا چاہئے۔ قریبی

رشتہ داروں میں، رحمی رشتہ داروں میں، جہاں ماں باپ کے سگے رشتے ہیں یا اپنے سگے رشتے ہیں وہاں بیوی کی طرف سے بھی سگے رشتے ہوتے ہیں۔ تو فرمایا کہ ان قریبی رشتوں کا خیال رکھو۔ اُن کے حقوق ادا کرو بلکہ ان سے احسان کا سلوک کرو۔ اگر کوئی تکلیف دے تب بھی اس سے نیک سلوک کرنے سے ہاتھ نہیں کھینچنا۔ ایک صحابیؓ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کی کہ مَیں اپنے رشتہ داروں سے بنا کر رکھوں تب بھی وہ تعلق توڑتے ہیں۔ حسن سلوک کروں تو بدسلوکی سے پیش آتے ہیں۔ نرمی کروں تو جہالت سے پیش آتے ہیں۔ آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ پھر یہ حسن سلوک نہ کرو۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو تو کہہ رہا ہے اگر سچ ہے تو ان پر تیرا احسان ہے۔ اور جب تک تو اس حالت میں ہے اللہ ان کے خلاف تیری مدد کرتا رہے گا۔ ان کی بدسلوکیاں تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گی۔ اللہ کا فضل حاصل ہوتا رہے گا۔ تم نیکی کرتے جاؤ۔ پس رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتے رہنا چاہئے۔ رمضان کے دنوں میں دل نرم ہوتے ہیں۔ انسان رشتہ داروں سے بہتر سلوک کرنے کی کوشش کرتا ہے بلکہ بعض دفعہ احسان کے رنگ میں بھی سلوک کر رہا ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ رنگ جاری رکھو اور جب اللہ تعالیٰ کی خاطر یہ احسان کر رہے ہوگے تو اللہ تعالیٰ ضرور مدد کرے گا۔ ہوسکتا ہے اس سلوک کی وجہ سے ہی اُن کی اصلاح ہو جائے۔ ایک خاندان تمہارے حسن سلوک کی وجہ سے ہی راہ راست پر آجائے۔ وہ بھی اپنے اندر تبدیلی پیدا کرلے۔ اگر نہیں تو کم ازکم جیسا کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کر رہے ہوگے، اس کا فضل حاصل کر رہے ہوگے۔

پھر فرمایا یتیموں سے بھی احسان کا سلوک کرو۔ یتیم بھی معاشرے کا ایک ایسا حصہ ہیں جن کی مدد کرنا ہر ایک کا فرض ہے۔ ان کو معاشرے کا فعال حصہ بنانا چاہئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے آپ نے اپنی انگلیاں سامنے کرکے دکھائیں۔ تو یہ کہتے ہوئے آپؐ نے انگلیاں ذرا سا فاصلہ دے کر جیسا کہ مَیں نے کہا رکھیں۔ (اس موقع پر حضور انور نے بھی اپنی انگلیوں سے ایسے ہی کرکے دکھایا)۔ تو یہ ہے یتیم کی پرورش کرنے والے کا مقام۔ جیسا کہ مَیں نے کہا رمضان کے دنوں میں عموماً دل نرم ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے اس طرف بھی توجہ ہوتی ہے۔ گزشتہ دنوں پاکستان میں جو ایک خوفناک زلزلہ آیا، جس سے بہت سارے بچے یتیم ہوگئے، کئی لوگوں نے مجھے لکھا کہ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ بچے اپنا لیں، ہم پیشکش کرتے ہیں کہ اتنے بچے سنبھالیں گے۔ بہرحال وہ تو حکومت کی پالیسی ہے، کیا بنتی ہے۔ لیکن کچھ تازہ تازہ واقعہ کی وجہ سے، کچھ رمضان کی وجہ سے، عبادتوں کی وجہ سے، اس طرف توجہ بھی تھی تو اگر لے نہیں سکتے تو کم ازکم مستقل توجہ دینی چاہئے۔ جماعت میں یتیموں کی پرورش کا نظام رائج ہے اس میں اللہ کے فضل سے لوگ رقمیں جمع کرواتے ہیں۔ تو جن کو اس نیکی کی توفیق ہے کہ وہ اس پرورش کے لئے دے سکیں ان کو اب اس میں باقاعدگی اختیار کرنی چاہئے۔ بعض اَور ادارے بھی ہیں اگر قابل اعتبار ہوں تو وہاں بھی رقمیں دی جاسکتی ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ جماعت میں بہت سے یتیموں کی پرورش کی جاتی ہے۔ تو یہ جاری نیکیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنانے والی ہوتی ہیں۔

پھر فرمایا مسکینوں سے بھی احسان اور شفقت کا سلوک کرو۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے تو مساکین کو کھانا کھلا اور یتیم کے سر پر ہاتھ رکھ۔ اب یہ عید کا دن بھی آپ کو اس نیکی کے بجالانے والا، اس طرف توجہ دلانے والا ہونا چاہئے جو نیکی آپ نے رمضان میں غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلا کر ان کے روزے کا سامان کرکے کی تھی۔ رمضان میں تو بہت سے دل نرم ہو جاتے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا غریبوں کا، ضرورت مندوں کا، روزہ رکھنے والوں کا خیال رکھنے والے بہت سارے لوگ ہوتے ہیں۔ جماعت میں تو ایسے نہیں لیکن دوسروں میں ایسے بھی ہیں جو خود چاہے عبادت کریں یا نہ کریں، روزے رکھیں نہ رکھیں، قرآن پڑھیں نہ پڑھیں، لیکن عموماً دوسرے مذاہب والوں کو بھی کم ازکم اس نیکی کا خیال آجاتا ہے۔ تو عید کے دنوں میں بھی مسکینوں کی خوشیوں میں شامل ہونا چاہئے۔ غریبوں کی خوشیوں میں بھی شامل ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا﴾ (الدھر: 9) اور وہ کھانے کو اس کی چاہت کے ہوتے ہوئے بھی مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھلاتے ہیں۔ تو اپنی ضروریات کے ہوتے ہوئے بھی اپنے مال میں سے خرچ کرکے مسکینوں یتیموں کا خیال رکھنا نیکی ہے کیونکہ یہ نیکی خدا کی خاطر کی جارہی ہوتی ہے۔ پس جس طرح گزشتہ دنوں میں اس نیکی کے کرنے کی توفیق ملی تھی، اب بھی یہ نیکی جاری رہنی چاہئے۔ اور اس عید کی خوشی میں تو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ جماعت تو حتی الوسع ضرورت مندوں کو عید کے دن ضروریات مہیا کرتی ہے، ان کا خیال رکھتی ہے۔ کچھ نہ کچھ انتظام ہوتا ہے اور اللہ کے فضل سے صاحب حیثیت اس میں رقوم بھی بلکہ بعض اچھی رقوم بھجواتے ہیں۔ لیکن انفرادی طور پر بھی ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس نیکی کو جاری کرے اور صرف اس عید پر ہی یہ خیال نہ رکھے بلکہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی ایک دفعہ کہا تھا کہ ایسا ذریعہ اختیار کرنا چاہئے کہ ضرورت مندوں کی ضرورت پوری ہوتی رہے۔ اور جن کو مدد دے کر پاؤں پر کھڑا کیا جاسکتا ہے، ان کو کھڑا کیا جائے۔ پھر عید کے علاوہ بھی بعض خوشیاں ہیں، شادیاں ہیں، بیاہ ہیں۔ ضرورتمندوں کی شادی کروانا بھی بہت ثواب کا کام ہے۔ اس کے لئے جماعت میں ایک فنڈ قائم ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی جو سکیم ہے مریم شادی فنڈ اس میں بھی رقم دی جاسکتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس ہمدردی کو اس حد تک لے جانے کی اپنی جماعت کو تلقین کی ہے اور خواہش ظاہر کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلاتمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ پھر آگے آپ نے وہ آیت درج فرمائی ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾ (الدھر: 9)۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ''حقیقی نیکی کرنے والوں کی یہ خصلت ہے کہ وہ محض خدا کی محبت کے لئے وہ کھانے جو آپ پسند کرتے ہیں مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم تم پر کوئی احسان نہیں کرتے بلکہ یہ کام صرف اس بات کے لئے کرتے ہیں کہ خدا ہم سے راضی ہو اور اسی کے منہ کے لئے یہ خدمت ہے۔ ہم تم سے نہ تو کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ یہ چاہتے ہیں کہ تم ہمارا شکر کرتے پھرو۔ یہ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ ایصال خیر کی تیسری قسم جو محض ہمدردی کی جوش سے ہے وہ طریق بجالاتے ہیں''۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد نمبر 10 صفحہ 357)۔ پس اس نیکی کی بھی رمضان میں بہتوں کو عادت پڑی اور یہ نیکی جاری رہنی چاہئے۔

پھر آپؑ نے امیروں کے لئے فرمایا:

''اب تم میں (جماعت کی) ایک نئی برادری اور نئی اخوت قائم ہوئی ہے۔ پچھلے سلسلے منقطع ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ نئی قوم بنائی ہے جس میں امیر غریب بچے جوان بوڑھے ہر قسم کے لوگ شامل ہیں۔ پس غریبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی قدر کریں اور عزت کریں۔ اور امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں۔ ان کو فقیر اور ذلیل نہ سمجھیں۔ کیونکہ وہ بھی بھائی ہیں گو باپ جدا جدا ہوں۔ مگر آخر تم سب کا روحانی باپ ایک ہی ہے۔ اور وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 265 جدید ایڈیشن)

پھر ہمسایوں سے چاہے ان کو جانتے ہو یا نہیں جانتے نیک سلوک کرو۔ اس کا حکم ہے۔ عموماً رمضان میں نیکیاں کرنے کی طرف طبیعت ذرا مائل ہوتی ہے۔ بہت سے آپس کے تعلقات بہتر ہوتے ہیں۔ تو اس نیکی کو عید کے دن خاص طور پر پہلے سے بڑھ کر جاری کرنا چاہئے اور پھر اس نیکی کو مستقل اپنا لینا چاہئے۔ جو تعلقات ٹوٹے ہوئے ہیں، بگڑے ہوئے ہیں ان کو بحال کرنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جو ہمسائے کی تعریف کی ہے وہ اتنی وسیع ہے کہ آپ کی تعریف کے مطابق کوئی اس سے باہر رہ ہی نہیں سکتا۔ فرمایا کہ سو کوس تک یعنی سو میل تک بھی تمہارے ہمسائے ہیں۔ اس لحاظ سے تو کوئی بھی کسی احمدی سے بے فیض نہیں رہ سکتا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساتھیوں میں سے وہ ساتھی اچھا ہے جو اپنے ساتھیوں کے لئے اچھا ہے۔ اور پڑوسیوں میں سے وہ پڑوسی اچھا ہے جو اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے۔ کسی نے پوچھا کہ مجھے کس طرح پتہ چلے کہ مَیں اچھا پڑوسی ہوں یا نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارے پڑوسی تمہاری تعریف کریں تو سمجھ لو کہ تم اچھے پڑوسی ہو۔ اگر وہ تمہاری برائیاں کر رہے ہوں تو پھر سمجھ لو کہ تم برے پڑوسی ہو۔ پھر آپؐ نے خاص طور پر عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے

سیٹلائٹ

کہا کہ کوئی عورت اپنی پڑوسن سے حقارت آمیز سلوک نہ کرے۔اب یہ عورتوں کا خاص ذکر کیوں ہے؟ یہ بھی اس لئے کہ عورتوں میں عموماً تفاخر اور تکبر زیادہ ہوتا ہے۔اپنی نیکی یا پیسے یا اور چیز جو پاس ہو اور دوسرے کے پاس نہ ہو اس کا اظہار زیادہ ہوتا ہے۔مثلاً زیور کپڑے وغیرہ ہی ہیں۔

فرمایا کہ:عورتیں دوسری عورتوں پر جوان سے مالی لحاظ سے کمزور ہیں ان سے حقارت آمیز سلوک نہ کریں۔بلکہ اپنے اس رویے کو بہتر کرنے کے لئے تحفے بھیجو، چاہے چھوٹی سے چھوٹی سے چیز ہی ہو۔حدیث میں ہے چاہے بکری کا پایہ ہی ہو۔اس سے تمہارے اندر دوسرے کے لئے حقارت کا جذبہ بھی کم ہو گا۔ تم بھی دین میں اس کو اپنی بہن سمجھوگی۔تمہارے دل میں انسانیت کے ناطے اس کے لئے ایک عزت قائم ہوگی انسانیت کے ناطے احترام قائم ہوگا۔پس یہ عید عورتوں کو بھی خاص طور پر اپنی بہنوں سے، اپنی پڑوسنوں سے، محلے والیوں سے پیار محبت سے منانی چاہئے۔اور پھر اس نیکی کو جاری رکھنا چاہئے۔یہی نیکیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنانے والی ہیں۔

پھر فرمایا کہ اپنے ساتھ بیٹھنے والوں، اپنے ساتھیوں، اپنے ساتھ دفتر میں کام کرنے والوں بلکہ جو سفر میں اکٹھے ہوں ان سے بھی نیک سلوک کرو۔اس سے جہاں نیک سلوک کرنے والے کے اخلاق بہتر ہو رہے ہوں گے۔وہاں وہ اللہ تعالیٰ سے ثواب بھی حاصل کر رہا ہوگا اور پھر ایک احمدی کے لئے تو اس طرح تبلیغ کے راستے مزید کھل رہے ہوں گے۔اب عید کے دن ہیں مختلف لوگوں کے دفتر میں، کام کرنے والی جگہوں پر، ہمسائے وغیرہ ہیں، ان مغربی ممالک میں اگر ایسے ہمسایوں کو عید کے حوالے سے تحفے وغیرہ بھجوائے جائیں، چاہے چھوٹی سی کوئی چیز ہو، چاہے مٹھائی وغیرہ یا کچھ اس قسم کی چیز۔اور پھر اس طرح تعارف بڑھائیں اور ذاتی تعلق قائم ہوں تو دعوت الی اللہ بھی کر رہے ہوں گے۔اب یہیں UK میں مثلاً اگر دو ہزار گھر ہیں احمدیوں کے، شاید اس سے زیادہ ہوں گے۔وہ اپنے ہمسایوں کو یا اپنے کام کرنے کی جگہ کے ساتھیوں کو کوئی چھوٹا سا تحفہ ہی بھیجیں۔حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ سو کوس تک ہمسائیگی ہے تو سو کوس نہ سہی اگر پانچ چھ گھر تک بھی جاری رکھیں اور ایک دو کام کرنے والی جگہوں کے ساتھیوں کو چن لیں تو دس سے پندرہ ہزار گھروں تک ایک تعارف حاصل ہو جاتا ہے۔اس حوالے سے پھر احمدیت کی تبلیغ کی طرف رستے کھلتے ہیں۔ذاتی رابطے جو ہیں یہی کارآمد ہوتے ہیں۔پھر یہ تعداد بڑھ سکتی ہے۔اسی طرح باقی دنیا کے ممالک ہیں۔مغربی ممالک میں خاص طور پر آپ ایسے رابطے کریں جہاں آپ خوشیاں منا رہے ہوں گے وہاں دعوت الی اللہ کا حق بھی ادا کر رہے ہوں گے اس کے بھی میدان حاصل کر رہے ہوں گے۔ کچھ لوگ اس طرح کرتے بھی ہوں گے۔مَیں یہ نہیں کہتا کہ کوئی نہیں کرتا لیکن اگر باقاعدہ بڑی تعداد میں اس طرف توجہ دی جائے تو تعارف بہت بڑھ سکتا ہے۔محلے میں، علاقے میں جو اسلام کے خلاف بعض دفعہ اظہار ہو رہا ہوتا ہے، مسلمانوں کے خلاف اظہار ہو رہا ہوتا ہے، ایشین سوسائٹی کے خلاف اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔تو چاہے وہ ایشین ہوں، افریقن ہوں، یورپین ہوں، جب آپس میں اس طرح تعلقات بڑھائیں گے اور احمدی کی حیثیت سے بڑھائیں گے تو ہر جگہ ایک احمدی کا تصور ابھر رہا ہوگا۔اور جہاں کہیں بھی ایسی باتیں ہوں گی اس تعلق کی وجہ سے اور ایک دوسرے سے ہمدردی کی وجہ سے انہیں لوگوں میں سے ایسے لوگ ان محلوں میں، جگہوں میں، علاقوں میں پیدا ہو جائیں گے جو آپ کی طرف داری کر رہے ہوں گے، آپ کے ساتھ ہمدردی کر رہے ہوں گے اور آپ کی طرف سے جواب دے رہے ہوں گے۔

پھر حکم ہے کہ جو تمہارے ماتحت ہیں جو تمہارے ملازم ہیں جو مالی حیثیت میں کم طبقہ ہے تمہارے زیر نگر ہیں ان کا بھی خیال رکھو۔ان سے بھی ہمدردی اور احسان کا سلوک کرو۔تو یہ نیکیاں جو تم کر رہے ہو گے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہو گے۔اس عاجزی اور نیکی کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا قرب پانے والے ہو گے۔پس ابھی رمضان کے بعد ہر ایک کے دل میں تازہ تازہ عبادتوں اور نیکیوں کا اثر قائم ہے اس کو ہمیشہ تازہ رکھیں اور عید کے دن سے ہی تازہ رکھیں۔نمازوں میں، تلاوت قرآن کریم میں، اعلیٰ اخلاق میں کبھی کمی نہ آنے دیں۔اصل نیکی یہ ہے کہ دوسروں کے حقوق کا خیال رکھیں اور صرف اپنے حقوق پر زور نہ دیں۔کیونکہ بڑی نیکی یہی ہے کہ دوسروں کے حقوق کا خیال رکھا جائے نہ کہ اپنے حقوق کا خیال رکھا جائے۔بلکہ کوشش یہ ہو کہ اپنے ذمہ کسی کا حق نہ رہے۔بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ ہونا چاہئے کہ صرف اپنے غموں کو ہی نہ روتے رہیں، اپنی تکلیفوں اور پریشانیوں کو ہی نہ روتے رہیں، بلکہ دوسروں کے غموں دکھوں اور تکلیفوں کو بھی محسوس کریں۔جب ہم اس طرح کر رہے ہوں گے تو نہ صرف یہ ایک دن کی عید منا رہے ہوں گے بلکہ ہمارا ہر دن روز عید ہوگا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ :

’’سورۃ فاتحہ اس لئے اللہ تعالیٰ نے پیش کی ہے اور اس میں سب سے پہلی صفت رب العالمین بیان کی ہے جس میں تمام مخلوقات شامل ہے۔اسی طرح پر ایک مومن کی ہمدردی کا میدان سب سے پہلے اتنا وسیع ہونا چاہئے کہ تمام چرند پرند اور کل مخلوق اس میں آ جاوے۔پھر دوسری صفت رحمٰن کی بیان کی ہے جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ تمام جاندار مخلوق سے ہمدردی خصوصاً کرنی چاہئے۔اور پھر رحیم میں اپنی نوع سے ہمدردی کا سبق ہے۔غرض اس سورہ فاتحہ میں جو اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی گئی ہیں یہ گویا خدا تعالیٰ کے اخلاق ہیں جن سے بندہ کو حصہ لینا چاہئے اور وہ یہی ہے کہ اگر ایک شخص عمدہ حالت میں ہے تو اس کو اپنی نوع کے ساتھ ہر قسم کی ممکن ہمدردی سے پیش آنا چاہئے۔اگر دوسرا شخص جو اس کا رشتہ دار ہے یا عزیز ہے خواہ کوئی ہے اس سے بیزاری نہ ظاہر کی جاوے اور اجنبی کی طرح اس سے پیش نہ آئیں بلکہ ان حقوق کی پرواہ کریں جو اس کے تم پر ہیں۔اس کو ایک شخص کے ساتھ قرابت ہے اور اس کا کوئی حق ہے تو اس کو پورا کرنا چاہئے‘‘۔(ملفوظات جلد دوم صفحہ 262 جدید ایڈیشن)

اللہ کرے کہ ہم سب یہ حقوق ادا کرنے والے ہوں اور یہ حقوق ادا کرنے کی ہمیں عادت پڑ جائے اور مستقل زندگیوں کا حصہ بنالیں۔اب مَیں آپ سب کو عید کی مبارکباد دیتا ہوں۔انشاء اللہ ابھی دعا کے بعد مصافحہ بھی ہو گا۔(حضور نے امیر صاحب سے دریافت فرمایا: ہے نا مصافحے کا ایسا پروگرام؟)۔بہرحال، اس خطبے کے ذریعہ باقی تمام دنیا کے احمدیوں کو بھی عید مبارک ہو۔

اب دعا ہوگی۔دعا میں تمام جماعت احمدیہ عالمگیر کو یاد رکھیں۔عالم اسلام کو یاد رکھیں آج کل ان کی بھی کافی بری حالت ہے۔ان کے لئے بھی رحم کی صورت پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل اور سمجھ دے۔اسیران راہ مولیٰ کے لئے دعا کریں۔اللہ تعالیٰ جلد ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔بعضوں پر بڑے سخت مقدمے ہو چکے ہیں۔ان کے خلاف بڑے سخت فیصلے ہو چکے ہیں۔آسمانی آفات کے متاثرین کی تکلیف کم کرنے میں مدد بھی دیں اور ان کے لئے دعا بھی کریں۔اللہ تعالیٰ سب پر رحم فرمائے۔شہدائے احمدیت کے لئے دعا کریں۔اللہ تعالیٰ ان کی اولادوں میں اور لواحقین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور محض اور محض اپنے فضل سے ہمیشہ ان کی دستگیری فرماتا رہے۔اور آئندہ ہر شر سے ہر احمدی کو محفوظ رکھے۔اپنے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جن نیکیوں کی توفیق دی ہے ان پر قائم رہنے کی بھی توفیق دے۔

(خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی)۔

❀❀❀❀❀❀❀❀

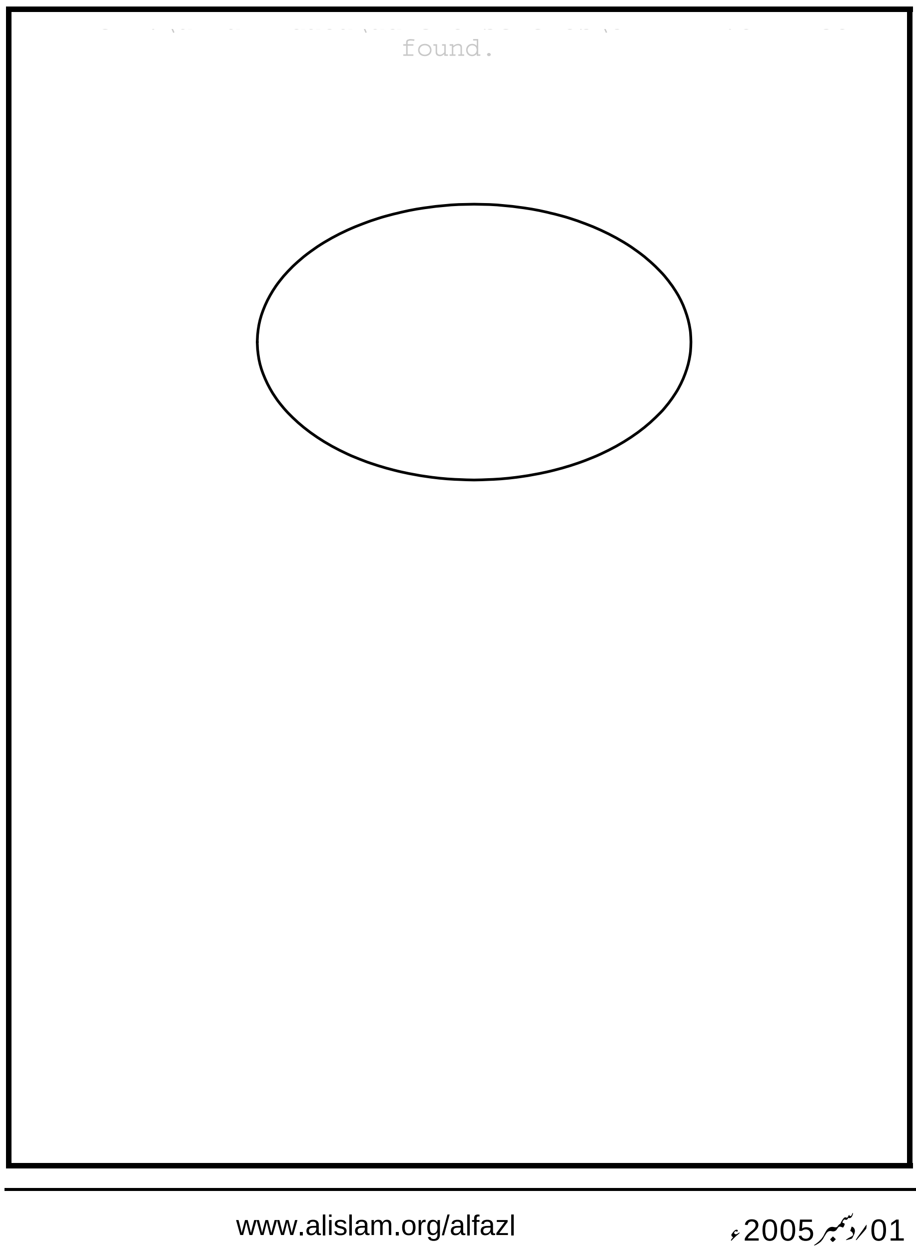

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: Muhammad Sajid Qamar
Tel: 020 8239 8312 Mobile:07734470783 Fax: 020 8664 1190
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

بقیہ:سورۃ اللّھب میں دشمنانِ اسلام کی تباہی کی عظیم الشّان خبر

از صفحہ نمبر4

تو اللہ تعالیٰ اسلام کی حفاظت کے لئے مسیحِ موعودؑ کو نازل کرے گا اور وہ مشرق میں ظاہر ہوگا۔ اور اس کے آنے کے بعد دجّال ہلاک ہو جائے گا۔ اُس وقت مسلمانوں کے پاس مادی طاقت نہ ہوگی لیکن مسیحِ موعودؑ کی جماعت دعاؤں اور تبلیغ کے ساتھ کام کرتی چلی جائے گی اور یاجوج و ماجوج آسمانی عذابوں کے ساتھ تباہ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ پھر اسلام کو غالب کر دے گا اور وہ دنیا کو کہے گا کہ تیری برکت تجھ میں پھر لوٹ آئے۔ اور تھوڑا رزق لوگوں کے لئے کافی ہوگا۔ حرص مٹ جائے گی۔ اور لوگ مادیت کی بجائے روحانیت کی طرف مائل ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ اسلام غالب ہو جائے گا۔

الغرض اسلام کو مٹانے کے لئے جو خطرناک فتنے آخر زمانہ میں پیدا ہونے والے تھے سورۃ لھب میں اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق اور ان کے انجام کے متعلق پیشگوئی فرمائی ہے اور کہا ہے ﴿تبّتْ یدآ ابِیْ لَھَبٍ وّتَبّ﴾۔ یعنی اسلام کے خلاف آگ بھڑکانے والی اقوام جو آخری زمانہ میں پیدا ہوں گی اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے ساتھیوں کو تباہ کرے گا۔ جیسا کہ حل لغات میں لکھا جاچکا ہے کہ تَبَّ کے معنی برباد ہونے اور ہلاک ہونے کے ہیں اور جب کسی کا مقصد حاصل نہ ہو اس وقت بھی تَبّ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ مفسرین نے تبّت کے معنی صَفِرَتْ مِنْ کُلِّ خَیْرٍ کے بھی کئے ہیں یعنی ہر قسم کی خیر و برکت سے خالی رہنا۔ یَدْ کے معنی ہاتھ کے بھی ہیں اور عزت و رتبہ، قوت و طاقت اور غلبہ اور بادشاہت کے بھی ہیں۔ اس طرح یَد کا لفظ جماعت پر بھی بولا جاتا ہے۔ پس ﴿تبّتْ یدآ ابِیْ لَھَبٍ﴾ کے معنی ہونگے:۔

ا۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہوگئے۔

۲۔ ابولہب کے دونوں جتھے برباد ہوگئے۔ اور ان کو ان کا مقصد حاصل نہ ہوا۔

۳۔ ابولہب کی عزتیں، قوتیں، بادشاہت اور غلبہ سب ختم ہوگئے۔

۴۔ ابولہب کے ساتھ تعلق رکھنے والی دونوں جماعتیں ہر قسم کے نفع اور خیر سے محروم رہیں۔

ابولہب کے لفظی معنی ہیں شعلے کا باپ۔ لیکن محاورے میں اس کے معنی ہوں گے وہ وجود جو ایسی چیزوں کا موجد ہو جن سے شعلے اور آگ پیدا ہو۔ یا وہ وجود جس کا یہ انجام ہوگا کہ وہ شعلوں کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ مفسرین کہتے ہیں کہ لفظ ابولہب سے چہرے کا سرخ و سفید رنگ بھی مراد ہو سکتا ہے۔

ابولہب سے مراد مغربی اقوام

جیسا کہ ہم اوپر اشارۃً ذکر کر آئے ہیں کہ سورۃ تبّتْ میں ابولہب سے مراد کوئی ایک شخص نہیں بلکہ اس سے مراد وہ قوم ہے جو آخری زمانہ میں دنیا پر غلبہ حاصل کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف یا اسلام کے خلاف آگ بھڑکائے گی یا وہ ایسی ایجادیں کرے گی جس سے شعلے اور آگ پیدا ہو۔ اور پھر یہ قوم اپنی ہمسایہ قوموں کو بھی اپنے ساتھ ملا کر اپنے جتھہ کو مضبوط کرے گی اور یہ قومیں اس کے ہاتھ کی مانند ہوں گی۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں دو ہی جتھے ایسے ہیں جو کہ اسلام یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف متحد ہیں۔ ایک جتھہ بعض مغربی طاقتوں پر مشتمل ہے اور ایک جتھہ بعض مشرقی طاقتوں اور ان کے ساتھیوں کا ہے۔ ابولہب سے مراد یہ دونوں جتھے ہیں۔ یہ ظاہر میں بھی ابولہب ہیں کہ ان کے رنگ سرخ و سفید ہیں اور باطن کے لحاظ سے بھی کہ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم ایجاد کر رہے ہیں جن کا نتیجہ آگ اور شعلے ہیں۔ اور اس لحاظ سے بھی ابولہب ہیں کہ یہ انجام کار جنگ کی آگ کی لپیٹ میں آنے والے ہیں۔ اور چونکہ ان لوگوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف خطرناک لٹریچر پیدا کر کے ایک آگ لگا دی ہے اس لئے بھی وہ ابولہب کہلانے کے مستحق ہیں۔ ﴿تبّتْ یدآ ابِیْ لَھَبٍ﴾ میں تبّت ماضی کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ لیکن عربی زبان میں جب کوئی امر یقینی اور قطعی طور پر ہونے والا ہو تو اس کے لئے ماضی کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ گویا یہ بتایا جاتا ہے کہ تم یہ سمجھو کہ یہ کام ہو چکا۔ پس تَبّت کے معنے اس جگہ پر یہ ہوں گے کہ یہ یقینی بات ہے کہ یہ تباہ ہو جائیں گے اور اُن کا یہ مقصد کہ اسلام کو مٹا دیں حاصل نہ ہوگا۔

ابولہب کا نام پانے والی اقوام کے مؤیّد ان سے پہلے ہلاک ہونگے

پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ آیت زیر تفسیر میں پہلے ابولہب کے دونوں ہاتھوں کی تباہی کا ذکر ہے اور پھر اس کی اپنی تباہی کا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ابولہب کا نام پانے والی اقوام یعنی مشرقی اور مغربی طاقتیں دونوں پوری کوشش کریں گی کہ مختلف ممالک کو اپنے ساتھ ملا لیں اور وہ ممالک اُن کے ساتھ مل بھی جائیں گے۔ اور ان کے لئے بطور ہاتھوں کے ہو جائیں گے اور ابولہب کہلانی والی اقوام ان جتھوں پر فخر کریں گی اور ان کو اپنی طاقت شمار کریں گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کرے گا کہ پہلے تو یہ مؤیدین تباہ ہوں گے اور پھر وہ وجود جو ابولہب کہلانے کا مستحق ہوگا اور ان قوموں کا نقطۂ مرکزی ہوگا، وہ تباہ ہوگا۔

ایک لطیف بات جو اس جگہ قابلِ ذکر ہے وہ یہ ہے کہ احادیث میں جہاں اسلام کے خلاف اُٹھنے والی تحریکات کو بیان کیا گیا ہے وہاں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ان فتنوں کے وقت اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو نازل کرے گا اور وہ ان فتنوں کا مقابلہ کریں گے۔ لیکن دعاؤں سے۔ کیونکہ لا یدان لاحد لقتالھم (مشکوٰۃ کتاب الفتن) ان اسلام کے مخالف لوگوں کا مقابلہ مادی ہتھیاروں سے نہ ہو سکے گا۔ اس لئے کہ مسلمانوں کی حالت ضعف و کمزوری کی ہوگی۔ لیکن اللہ تعالیٰ مسیح موعود کی دعاؤں کو سنے گا اور ایسے سامان پیدا کر دے گا کہ جس طرح نمک پانی میں گُھل جاتا ہے اسی طرح یہ اسلام کی مخالف اقوام آپس میں لڑ کر تباہ ہو جائیں گی۔

قرآن کریم نے ابولہب کا نام پانے والی اقوام کے مویّدین کو بھی ہاتھوں سے تعبیر کیا ہے اور فرمایا ہے ﴿تبّتْ یدآ ابِیْ لَھَبٍ وّتَبّ﴾ اور حدیث میں بھی جہاں آخری زمانہ میں پیدا ہونے والے فتنوں کا ذکر ہے وہاں یَدَان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ امر بتاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہؐ کے متعلق آخری زمانہ میں آنے والے ابتلاؤں کا علم دے دیا تھا اور بتا دیا تھا کہ سورۃ لَھَب میں جن اقوام کے خروج کی خبر دی گئی تھی اُن کا مقابلہ ظاہری طاقت سے نہ ہو سکے گا۔ تبھی تو آپ نے فرما دیا کہ لا یدا ن لاحد لقتالھم۔

الغرض آیت ﴿تبّتْ یدآ ابِیْ لَھَبٍ وّتَبّ﴾ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اسلام پر حملہ کرنے والی اقوام اور اس کی تائید میں اُٹھنے والے لوگ سب تباہی کا مُنہ دیکھیں گے اور اسلام کو مٹا نہ سکیں گے۔

﴿مَآ اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ﴾ (اس کے مال نے اُسے کوئی فائدہ نہیں دیا اور نہ اس کی کوششوں نے (کوئی فائدہ) دیا ہے)

حل لغات:۔ مَآ اَغْنٰی عَنْہ۔ اَغْنٰی عَنْہ کے معنے ہوتے ہیں نَابَ عَنْہ کوئی چیز اس کے قائم مقام ہوگئی۔ اور جب مَا یُغْنِی عَنْکَ ھٰذَا کا فقرہ بولیں تو معنے ہوں گے اَیْ مَا یُجْدِی عَنْکَ یعنی یہ چیز تمہیں نقصان سے بچانے کے لئے کوئی فائدہ نہ دے گی۔

نیز اَغْنٰی عَنْہ کذا کے معنے ہیں نَحّاہُ وَبَعَّدَہٗ۔ اُس کو کسی چیز سے دُور کر دیا۔ اور جب ما اغنی فلان شیْئًا کہیں تو معنے ہونگے لم ینفع فی مھم ولم یکف مؤونۃً کہ ضرورت اور تکلیف کے وقت فلاں کچھ کام نہ آیا۔ (اقرب)

کَسَبَ: کَسَبَ الشَّیْءَ کے معنے ہوتے ہیں جَمَعَہ۔ اس کو جمع کیا۔ اور جب کسب مالاً و علمًا کہیں تو معنے ہوتے ہیں طلبہ و ربحہ مال و علم کو حاصل کیا اور اُن سے فائدہ اُٹھایا۔ اور کسب لاَھْلِہٖ کے معنے ہوتے ہیں۔ طلب المعیشۃ اپنے اہل و عیال کے لئے معیشت یعنی زندگی بسر کرنے کے سامان حاصل کرنے کی کوشش کی۔ (اقرب)

الکسبُ. مایتحراہ الانسان ممافیہ اجتلاب نفع و تحصیل حظٍ ککسب المال یعنی اَلْکَسْب کے معنے ہیں۔ اس چیز کی تلاش کرنا جس میں کسی نفع کی امید ہو جیسے مال وغیرہ کو تلاش کیا جاتا ہے۔ (مفردات)

تفسیر:۔ ﴿مَآ اَغْنٰی عَنْہُ﴾ میں ما نافیہ بھی ہو سکتا ہے اور ما استفہامیہ بھی۔ ما نافیہ ہونے کی صورت میں یہ معنے ہوں گے کہ ابولہب کا مال اس کے کچھ کام نہ آئے گا۔ اور ما استفہامیہ کی صورت میں یہ معنے ہوں گے کہ ابولہب کا مال اس کے کس کام آئے گا۔ یعنی وہ اس کو تباہی سے بچا نہ سکے گا۔

مفسرین نے کہا ہے کہ مَا کَسَبَ میں ما موصولہ بھی ہو سکتا ہے اور ما مصدریہ بھی۔ موصولہ ہونے کی صورت میں یہ معنے ہوں گے کہ وہ چیزیں بھی اس کے کام نہ آئیں گی جو اس نے محنت کر کے حاصل کی تھیں۔ اور مصدری معنے یہ بنیں گے کہ اس مال کا کمانا اس کے کام نہ آئے گا۔

پہلی آیت میں اس بات کا ذکر تھا کہ اسلام پر حملہ کرنے والی اقوام تباہ ہونگی اور نہ صرف خود تباہ ہوں گی بلکہ وہ لوگ جو اُن کے ساتھ اس لئے شامل ہوئے تھے کہ ان کو کچھ نفع ہوگا وہ بھی حسرت کے ساتھ تباہ ہوں گے اور اُن کو اُن کا مقصد حاصل نہ ہوگا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اقوام بڑی مالدار ہونگی۔ اور نہ صرف یہ کہ انہوں نے ایجادوں اور صنعتوں سے بہت مال پیدا کیا ہوگا بلکہ اپنا راس المال دوسرے ملکوں میں لگا کر اور تجارت کے بہانے دوسرے ملکوں پر قبضہ کر کے اُن ملکوں کا مال بھی اپنے قبضہ میں کر لیا ہوگا۔

مَالُہٗ میں لفظ مال نکرہ رکھا اور نکرہ عظمت شان پر دلالت کرتا ہے گویا اس سے یہ اشارہ کیا کہ اس کا عظیم الشان مال بھی اس کو تباہی سے بچا نہ سکے گا۔

مَالُہ کے بعد مَا کَسَبَ کے الفاظ رکھے ہیں اور مَا کَسَبَ کے معنے ہیں مکسوبہ۔ اس کا کمایا ہوا مال۔ گویا ان اقوام کے مالوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔ وہ مال جو اپنے ملکوں میں صنعتوں وغیرہ سے پیدا کریں گے۔

2۔ وہ مال جو دوسرے ملکوں سے حاصل کریں گے۔

یہ ظاہر ہے کہ یہ آیت مغربی اقوام پر پوری طرح صادق آتی ہے کیونکہ ایک طرف صنعتی ترقی سے وہ مالدار ہوگئی ہیں اور دوسری طرف انہوں نے نہ صرف دوسرے ملکوں میں اپنا راس المال لگا کر ان کا مال چھین لیا بلکہ اس بہانے سے انہوں نے کئی ملکوں پر قبضہ بھی کر لیا۔ ﴿مَآ اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ﴾ کے الفاظ بھی اس امر کی دلیل ہیں کہ سورہ لہب کا نزول عبدالعزیٰ کے لئے قرار

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

راحت علی جیولرز

Now we make 22K gold jewellery on order

For marriages and other functions get your jewellery on competitive rates

All type of jewellery repairing, re-polishing and missing stone.

We do Ear piercing also.

RAHAT ALI JEWELLERS (London)

Contact: Rahat Rana

190 London Road Morden, SM4 5AN

(Opp. Baitul Futuh Mosque)

Tel: 020 8648 0282. Mobile: 07832105995

دینا کسی طرح بھی درست نہیں۔

کیونکہ ﴿ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ﴾ کے الفاظ مالِ کثیر کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور عبدالعزیٰ کے پاس تو کوئی ایسا مال نہ تھا جو قابلِ ذکر ہو اور نہ وہ اپنے زمانہ میں مالدار سمجھا جاتا تھا۔ کسی کے پاس چند اونٹوں کا ہونا اس کو مالدار نہیں بنا سکتا۔ پس ﴿ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ﴾ کے الفاظ اپنی پوری شان کے ساتھ مغربی اقوام پر صادق آتے ہیں۔ کیونکہ یہی وہ اقوام ہیں جو دنیا کی دولتمند اقوام سمجھی جاتی ہیں۔

مفسرین کے نزدیک ﴿ وَمَا كَسَبَ﴾ سے مراد اعمال، کوششیں اور اولاد بھی ہو سکتی ہے۔ پس ان معنوں کے اعتبار سے یہ مفہوم ہوگا کہ ان قوموں کو اپنے جتھوں، اپنے اموال اور اپنی ایجادات پر بڑا ناز ہوگا لیکن تباہی کے وقت یہ چیزیں ان کے کام نہیں آئیں گی بلکہ یہی چیزیں ان کی تباہی کا موجب ہو جائیں گی۔

﴿ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴾(اللھب:4)۔ وہ ضرور آگ میں پڑے گا جو (اسی کی طرح) شعلے مارنے والی ہوگی۔

حل لغات:۔ یصلی صلیٰ سے مضارع واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے اور صلی النار کے معنی ہوتے ہیں قاسیٰ حرھا وا حترق بھا و دخل فیھا یعنی آگ کی گرمی کی تکلیف برداشت کی اور آگ میں داخل ہوا اور اس میں جلا۔ (اقرب)

نار : النار تقال للھیب۔ یعنی نار کا لفظ آگ کے شعلوں پر بھی اطلاق پاتا ہے۔ وللحرارۃ المجردۃ وللنار جھنم اور گرمی پر بھی اور جہنم کی آگ پر بھی وللنار الحرب اور لڑائی کے لئے بھی نار کا لفظ استعمال کر لیا جاتا ہے۔ (مفردات)

پس ﴿ سَيَصْلٰى نَارًا ﴾ کے معنی ہوں گے وہ ضرور آگ میں پڑے گا یا وہ ضرور جنگ میں پڑے گا۔

ایک ہولناک جنگ کی پیشگوئی

تفسیر: جیسا کہ حل لغات میں بتایا گیا ہے کہ نار کے معنی آگ کے ہیں اور نار سے مراد جنگ بھی ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ﴿كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ﴾(المائدہ:65) یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں نے جب بھی لڑائی کی آگ کو برانگیختہ کیا اللہ نے اسے بجھا دیا۔ پس نار کا لفظ عربی محاورے میں جنگ کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اور ﴿سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ﴾(اللھب:4) کے معنی یہ ہوں گے کہ ابولہبی تحریکیں ایک سخت جنگ میں ڈالی جائیں گی اور وہ ایسی جنگ ہوگی جو شعلوں والی ہوگی اور ایسی ہوگی کہ جس کی مثال پہلے نہ ملتی ہوگی۔ کیونکہ نار نکرہ ہے۔ اور نکرہ عظمت شان پر دلالت کرتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کا نتیجہ سوائے آگ کے شعلوں اور شدید گرمی کے کیا ہو سکتا ہے کیونکہ ان کے استعمال سے بیک وقت شہروں کے شہر آگ کی لپیٹ میں آ سکتے ہیں۔

پس یہ آیت بتاتی ہے کہ ان اقوام کو ایک ہولناک جنگ کا سامنا کرنا پڑے گا اور یہ آپس میں لڑ کر تباہ ہو جائیں گی۔ عربی زبان میں سؔ اور سَوْفَ جب فعل پر داخل ہوتے ہیں تو زمانہ کی مقدار بتاتے ہیں کہ یہ فعل کب واقع ہوگا۔ سؔ زمانہ قریب کے لئے آتا ہے اور سَوْفَ زمانہ بعید کے لئے آتا ہے۔ اس آیت میں سَيَصْلٰى فعل پر سؔ داخل ہوا ہے جو زمانہ قریب پر دلالت کرتا ہے۔ گویا اس میں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ قومیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف آگ بھڑکائیں گی اور آپ کے مذہب کو تباہ کرنے کی کوشش کریں گی۔ جس وقت ان کی کوششیں انتہا کو پہنچ جائیں گی تو اس کے بعد جلد ہی وہ لڑائی کی آگ میں جھونک دی جائیں گی۔ چنانچہ دیکھ لو کہ مغربی تحریکیں اسلام کے خلاف 1914ء میں کمال کو پہنچیں اور اس کے معاً بعد ان کی آپس میں جنگ ہوگئی جو 1918ء میں ختم ہوئی۔ اور پھر دوبارہ 1938ء میں اس کے نتیجہ میں پھر ایک جنگ ہوئی جو 1945ء تک چلی گئی۔ اور 1945ء کے بعد ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کی ایجاد ہوئی جس سے دنیا ایک اور تباہی کے کنارہ پر کھڑی ہے۔ اور یہ زمانہ اس زمانہ کے بالکل قریب ہے جس میں ان مغربی اقوام کی کوششیں اسلام کے خلاف انتہا کو پہنچ گئی تھیں۔

﴿ وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴾(اللھب:5) اس کی بیوی بھی۔ جو ایندھن اٹھا اٹھا کر لاتی ہے (آگ میں پڑے گی)۔

(حل لغات): اَلْحَطَبُ ۔ مَآ اعد مِنَ الشَّجَر شبوبا للنار۔ درخت کی لکڑیاں جو جلانے کے لئے تیار کی جاتی ہیں اور خشک کی جاتی ہیں ان کو حَطَب کہتے ہیں۔ یعنی ایندھن۔ نیز الحَطَب کے معنی ہونگے النّمیمۃ۔ چغلخوری۔ (اقرب) پس حَمَّالَةَ الْحَطَبْ کے معنی ہوں گے ایندھن اٹھانے والی۔ ۲۔ چغلخوری کرنے والی۔

تفسیر: اِمْرَأۃ کے معنے عورت کے ہیں لیکن یہ لفظ ایسے لوگوں کے لئے بھی استعمال ہو جاتا ہے جو کسی کے ماتحت ہوں اور قوت متاثرہ رکھتے ہوں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا ﴿يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ﴾ (البقرۃ:۳۶) کہ تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں رہو۔ اس آیت میں زوج سے مراد صرف بیوی نہیں بلکہ وہ لوگ بھی مراد ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کے متبع تھے اور ان کی ہر بات کو تسلیم کرتے تھے۔

پس ﴿ وَامْرَاَتُهٗ۔ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابولہب کے نام کی مستحق اقوام کے ساتھ نہ صرف یہ کہ اور لوگ بھی اپنے فائدے کے لئے شامل ہو جائیں گے جو ان کے لئے بطور ہاتھ کے ہوں گے۔ بلکہ بعض ایسے لوگ بھی ان کے ساتھ ہوں گے جو ان کے اپنے ملکوں میں ہوں گے اور اپنی حکومتوں کو شہ دلائیں گے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایسے کام کریں جن سے اسلام ختم ہو جائے۔ یعنی لٹریچر بھی لکھوائیں گے اور ان کے خلاف جنگ کے لئے بھی اکسائیں گے گویا ایندھن بھی مہیا کریں گے، اور اسلام کے خلاف چغلخوری بھی کریں گے اور غلط باتیں پیش کر کے لوگوں کو اسلام کے خلاف بھڑکائیں گے۔

﴿ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾(اللھب:6) اس کی (بیوی کی) گردن میں ایک کھجور کا سخت بٹا ہوا رسہ باندھا جائے گا (جو کبھی نہ ٹوٹے گا)۔

حل لغات:۔ جِیْد۔ اَلْجِیْد: اَلْعُنُق ۔ جِیْد کے معنی گردن کے ہیں۔

مسد:۔ حَبْلٌ مِنْ لِیْف۔ کھجور کے پتوں کا بٹا ہوا رسّہ۔ وقیل الحبل المضفور المحکم الفتل اور بعض کہتے ہیں کہ مَسَدْ اس رسّہ کو کہتے ہیں جو خوب مضبوط بٹا ہوا ہو اور ٹوٹ نہ سکے۔ المحور من الحدید لوہے کی وہ سلاخ جس کے اردگرد چرخی گھومتی ہے۔ (اقرب)

تفسیر:۔ ﴿ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾ کے معنی ہیں کہ وہ لوگ جو ابولہبی اقوام کے لئے بمنزلہ عورت کے ہیں ان کے گلوں میں ایسی رسیاں ہیں جو ٹوٹ نہیں سکتیں یعنی ان کی مخالفت اسلام کے خلاف اتنی شدید ہوگی کہ اس کو دور کرنا مشکل ہوگا پھر اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ بظاہر ان حکومتوں کی قومیں آزاد کہلائیں گی لیکن درحقیقت اپنے زمانہ کے رسم و رواج کی غلام ہوں گی اور جب تک خدا تعالیٰ ان کو آزاد نہ کرائے وہ حقیقی آزادی حاصل نہیں کر سکیں گی۔

❁❁❁❁❁❁

تعارف کُتب

(حیدر علی ظفر، مبلغ انچارج جرمنی)

نام کتاب: پردہ کیوں؟

مصنف: مقصود احمد علوی

سن اشاعت: 2005ء

صفحات: 85

مقام اشاعت: قادیان، انڈیا

مغربی دُنیا میں اسلامی پردہ اکثر موضوعِ بحث بنا رہتا ہے اور کوئی تبلیغی میٹنگ ایسی نہیں ہوتی جس میں داعیانِ الی اللہ کو اس کے بارے میں کسی نہ کسی سوال سے واسطہ نہ پڑتا ہو بلکہ تمام احمدیوں کو اکثر و بیشتر اس سوال کا سامنا رہتا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر احمدی پر اسلامی پردہ کی فلاسفی، اس کی ضرورت اور اہمیّت واضح ہو تا کہ وہ بغیر کسی دقّت کے اس کا دفاع کر سکیں۔

مذکورہ بالا کتاب حال ہی میں شائع ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ پردہ کے دفاع کے لئے مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ اس میں یورپ کے مخصوص ماحول اور ان ممالک میں بسنے والوں کے اندازِ فکر کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامی پردہ کی حقیقت، اہمیّت اور ضرورت پر بڑے پُراثر انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ مصنف نے سادہ اور عام فہم زبان میں روزمرہ زندگی میں پیش آمدہ حالات اور واقعات کے حوالے سے قارئین کو یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ پردہ دراصل ہماری ایک بنیادی ضرورت ہے اس لئے اسے دُنیا کا ہر شخص کسی نہ کسی رنگ میں ضرور استعمال کرتا ہے۔ دُنیا بھر میں استعمال کی جانے والی پردہ کی مختلف اقسام کا ذکر کرتے ہوئے اسلامی پردہ کی ضرورت کو ثابت کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں عورت اور مرد میں بعض ایسے قدرتی فرقوں کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے جن کا بالواسطہ یا بلاواسطہ پردہ سے تعلق ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ دراصل یہی فرق پردہ کے متقاضی ہیں۔

عام طور پر مسلمان خواتین کے لباس کے پردہ کو ہی اسلامی پردہ کا لب لباب سمجھ کر اسے اعتراضات کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کتاب میں اس غلط فہمی کا ازالہ کرنے کے ساتھ ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ لباس کا پردہ تو معاشرہ میں پاکدامنی کے قیام کے وسیع تر حفاظتی نظام کی صرف ایک شاخ ہے۔ مصنف نے اس نظام کی تفاصیل بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کی ہیں۔

اگرچہ اس موضوع پر مختلف کُتب، رسائل اور اخبارات میں مواد تو پہلے بھی موجود ہے لیکن اس کتاب میں پردہ پر اعتراض کرنے والوں کے ساتھ گفتگو کا طریق بتایا گیا ہے اور داعیانِ الی اللہ کے لئے اسلامی پردہ کی تعلیمات کو ایک خاص انداز میں یکجائی صورت میں پیش کر کے مغربی دُنیا کی مخصوص صورتِ حال کی ضرورت کو کافی حد تک پورا کر دیا گیا ہے۔ اصل میں یہ سب کاسرِ صلیب حضرت مسیحِ موعودؑ کا ہی فیض ہے کہ مصنف نے آپؑ کے طرزِ استدلال اور علمِ کلام سے استفادہ کرتے ہوئے یورپ میں بے پردگی کے نقصانات کا بھی الزامی رنگ میں ذکر کر کے اسلامی تعلیمات کی برتری کو ثابت کیا ہے۔ اس حوالہ سے خاکسار کتاب کا ایک اقتباس پیش کرتا ہے:

’’ عُریانی نے معاشرہ سے شرم و حیا کی اقدار کو یکسر مٹا ڈالا ہے اور اس کے لازمی نتیجہ کے طور پر جنسی بے راہ روی کا ایک سیلاب ہے جس میں یہ معاشرہ پوری طرح ڈوب چکا ہے۔ مغربی ممالک میں معاشرتی اور گھریلو زندگی کو پہنچنے والے نقصانات کو دیکھ کر ایک عقلمند انسان بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ یہ سب بے پردگی اور عُریانی کے ہی کڑوے پھل ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ یہ قومیں بے پردگی کے نقصانات بھی اٹھا رہی ہیں، پریشان بھی ہیں لیکن پھر بھی کوئی نہیں سوچتا کہ غور تو کریں کہ معاشرہ کی اس جہت سے پستی کی آخر کیا وجوہات ہیں؟ یہ گندگی کہاں سے آ رہی ہے؟ ان کی حالت اُس شخص کی طرح ہے جو گھر میں آنے والے گند سے پریشان ہے اور اس کی وجہ سے تکلیف بھی اٹھا رہا ہے لیکن اُن کھڑکیوں کو بند نہیں کرتا جن سے یہ گند آ رہا ہے۔ بھلا دُنیا میں کوئی ایسا عقلمند کہلانے والا شخص بھی ہوگا جو اِتنی معمولی سی بات بھی نہ سمجھ سکتا ہو کہ (1) عُریانی (2) مخلوط محافل کے حسین و جمیل مواقع اور (3) شراب کے بھلا کیا نتائج نکلا کرتے ہیں؟‘‘ ۔

مصنف نے اس کا علاج ان الفاظ میں بتایا ہے:

’’ ہمارا کام بتا دینا ہے۔ عمل کرنا یا نہ کرنا ہر ایک کا اپنا اختیار ہے۔ ہم بانگِ بلند دعویٰ سے کہتے ہیں کہ اِس صورتِ حال کا صرف ایک ہی علاج ہے اور اس کے علاوہ دُنیا میں اور کوئی علاج نہیں۔ وہ علاج وہی ہے جو اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے پیش کیا تھا۔ زمان و مکان کی قیود سے بالاتر ہر وقت اور ہر جگہ مفید اور مجرّب یہی علاج معاشرہ میں پاکدامنی کے قیام کی ضمانت ہے۔‘‘ یہ کتاب احمدیہ لٹریچر میں ایک اچھا اضافہ ہے۔ یہ صرف خواتین کیلئے ہی مفید نہیں بلکہ اسلامی تعلیم کا دفاع کرنے والا ہر شخص اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔

یہ کتاب جماعت احمدیہ جرمنی کے بکسٹال اور شعبہ اشاعت سے دستیاب ہے۔

کولیسٹرول یعنی خون کی چکنائی

ہارٹ اٹیک، ہائی بلڈ پریشر اور شریانوں کی بندش و سختی کو دعوت

(نیچروپیتھک ڈاکٹر نذیر احمد مظہر۔ ٹورنٹو۔ کینیڈا)

کولیسٹرول کیا ہے؟ یہ ایک زرد سا نرم، ملائم چربیلا مادہ ہے جس کی کیمیائی ترکیب کافی پیچیدہ ہے۔ سادہ لفظوں میں اسے خون کی چکنائی کہہ سکتے ہیں۔

کولیسٹرول کے فوائد: یہ مادہ ہارمون اور خلیوں کی بیرونی جھلی کی تعمیر میں استعمال ہوتا ہے اور اس کی مناسب مقدار انسانی جسم میں بہت اہم اور مفید کردار ادا کرتی ہے۔

کولیسٹرول کے حصول کے ذرائع

بیرونی ذرائع: ایک عام سبزی خور شخص ۲۰۰ تا ۴۰۰ جبکہ ایک غیر سبزی خور ۴۰۰ تا ۶۰۰ ملی گرام کولیسٹرول روزانہ کی خوراک سے حاصل کرتا ہے۔

اندرونی ذرائع: خون میں کولیسٹرول کی بڑی مقدار جگر میں تیار ہونے والے کولیسٹرول کی ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر چند ہفتوں تک خوراک میں کم کولیسٹرول لیا جائے تو جگر اس کی جگہ بھی زائد کولیسٹرول مہیا کرتا رہتا ہے۔

کولیسٹرول کی اقسام: سادہ طور پر ہم اسے دو قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱)۔ اچھا یا مفید کولیسٹرول (High Density Lipoprotein) یعنی H D L۔

(2)۔ بُرا یا مضر کولیسٹرول (Low Density Liptoprotein) یعنی L D L۔

اچھا یا مفید کولیسٹرول: H D L کو مفید قسم کا کولیسٹرول تسلیم کیا جاتا ہے کیونکہ یہ جسم سے زائد کولیسٹرول کو جگر کے ذریعہ ختم کرتا ہے چنانچہ ایسے لوگ جن میں H D L بڑھا ہوا ہو اور ۴۵ ملی گرام سے زائد ہو انہیں ہارٹ اٹیک کا خطرہ بہت کم ہوتا ہے عورتوں میں عام طور پر H D L بڑھا ہوا ہونے کے باعث مردوں کی نسب ہارٹ اٹیک کا خطرہ کم ہوا کرتا ہے۔ اور یہ تحفظ عورتوں کو حیض آتے رہنے کی عمر تک رہتا ہے۔

بُرا یا مضر کولیسٹرول: اگر کسی شخص کا L D L کولیسٹرول لیول ۱۳۰ سے ۱۵۹ ملی گرام تک ہو تو خطرے کی حدود میں داخل ہو رہا ہے اور اگر ۱۶۰ ملی گرام سے زیادہ ہو تو ہارٹ اٹیک کا بہت زیادہ خطرہ ہے۔ ۲۰ سال سے زائد کے تمام افراد کو اپنے ٹوٹل بلڈ کولیسٹرول لیول کا مکمل ٹیسٹ کرواتے رہنا چاہئے۔ L D L یا بُرے کولیسٹرول کا لیول جس قدر کم ہو اور H D L یا اچھے کولیسٹرول کا درجہ جس قدر زیادہ ہو اسی قدر ہارٹ اٹیک سے تحفظ کے حق میں مفید خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر صورت اس کے برعکس ہو تو نتائج بھی برعکس ہونے کی توقع کی جاتی ہے۔ نارمل اور ہائی بلڈ کولیسٹرول (بالغ افراد میں) ۲۰۰ ملی گرام سے کم: نارمل، ۲۰۰ ملی گرام سے ۲۳۹: نارمل سے زیادہ زیادتی کو چھوتا ہوا۔ ۲۴۰ ملی گرام یا اس سے زیادہ: بڑھا ہوا خطرناک کولیسٹرول۔

ہائی بلڈ کولیسٹرول اور ہارٹ اٹیک: اگرچہ ہارٹ اٹیک یا کارڈنری تھرامبوسس (دل کی شریانوں کا سُدہ) اچانک واقع ہوتا ہے لیکن اس کارروائی کا عملی آغاز کافی عرصہ پہلے سے شروع ہو چکا ہوتا ہے۔ جوں جوں انسان کی عمر گزرتی جاتی ہے اسکے خون کی نالیوں کی لچک کم ہوتی جاتی ہے اور کولیسٹرول اور چربی کا خون کی شریانوں میں جمع ہو جانا انہیں مزید تنگ کرتا جاتا ہے جس کے باعث ان میں سے خون کو گزرتے وقت کافی رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور خون تیزی سے اور درست طور پر اپنا بہاؤ جاری نہیں رکھ سکتا۔ رکاوٹ کے باعث خون کا دباؤ نالیوں پر بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ دل کو اپنے کام کے لئے جتنا خون درکار ہوتا ہے اور جتنی آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے وہ اسے نہیں مل سکتی جس کی وجہ سے دردِ دل (ANGINA) شروع ہو سکتا ہے۔ سینے میں درد اس لئے اٹھتا ہے کیونکہ دل کو مطلوبہ مقدار میں آکسیجن نہیں ملتی۔ سانس کی تنگی ہوتی ہے اور بے چینی بڑھ جاتی ہے دل کی شریانوں کی مکمل رکاوٹ کے باعث خون کی سپلائی مکمل طور پر رک جاتی ہے اور ہارٹ اٹیک واقع ہو جاتا ہے۔

بغیر وارننگ ہارٹ اٹیک: تازہ ترین تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ ہارٹ اٹیک کی عمومی علامات درد دل، ٹھنڈے پسینے، سانس کی تنگی قے و متلی وغیرہ کے ظہور کے بغیر بھی دل کا دورہ پڑ جاتا ہے اسے میڈیکل اصطلاح میں Silent Myocardial Ischaemia کہتے ہیں۔ ۳ سے ۱۰ فیصد ۵۰ سال سے زیادہ عمر والے لوگ اس کا شکار ہو سکتے ہیں اور ۶۰ سال سے زیادہ عمر والے افراد میں سے دل کے دورہ کا شکار ہونے والے ۵۰ فیصد مریض بغیر کسی درد کے دل کے دورہ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

بلڈ کولیسٹرول کی زیادتی کے اسباب: تلی ہوئی اشیاء دودھ، مکھن، گھی، سفید آٹا، میدہ کی مصنوعات چینی، کیک، پیسٹری، بسکٹ، پنیر، آئس کریم، گوشت (خصوصاً بیل و بکری کا گوشت) پُرخوری، انڈا، (ایک انڈے کی زردی میں ۳۰۰ ملی گرام کولیسٹرول ہوتا ہے)، کھانے پینے کی عادات میں باقاعدگی، تمباکو، شراب نوشی، چائے، کوک، کافی، کیفین جو ایک ایسا کیمیکل ہے جو چائے کافی اور کوک میں پایا جاتا ہے مگر چائے میں نسبتاً کم ہوتا ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ کافی کے کثرتِ استعمال سے بلڈ پریشر و بلڈ کولیسٹرول خاصا بڑھ جاتا ہے۔ دل کی بیماریوں کے سبب اموات میں ایسے افراد کی بہت بڑی تعداد ہوتی ہے جو زیادہ کافی پیتے ہیں اور اُن کی اموات دل کی شریانوں کی بیماریوں کے باعث واقع ہوتی ہیں۔ غُصہ، جھگڑے، ذہنی پریشانیاں، ذہنی دباؤ بھی کولیسٹرول کی مقدار بڑھا دیتے ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے جسم میں ایڈرینالین اور کارٹی ہارمون خارج ہوتے ہیں جو چربی زیادہ پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

بلڈ کولیسٹرول کو کم کرنے کے طریقے

مذکورہ بالا اسباب کو ترک کرنے کے ساتھ درج ذیل ہدایات پر کاربند رہا جائے۔

ریشہ دار غذاؤں کا استعمال: ان چھنے موٹے آٹے کی خشک روٹی کھائیں، جو یا گندم کا دلیہ استعمال کریں۔ دالیں بمعہ چھلکا کھائیں۔ سبزیاں، پھل، سلاد بکثرت استعمال کریں۔

پانی کا کثرتِ استعمال: کم از کم آٹھ دس گلاس روزانہ سادہ پانی پیئیں یہ بے حد مفید ہے۔

روغنیات: روغنِ زیتون (Olive Oil) مکئی، مونگ پھلی، سویابین، سن فلاور، مچھلی کا تیل اور مچھلی کا گوشت (خصوصاً سالمن مچھلی) استعمال کریں۔

بلڈ کولیسٹرول کم کرنے والی نباتاتی غذائیں

لہسن: لہسن جگر میں کولیسٹرول کی پیداوار کو روکتا ہے۔ جرمنی میں ۲۰ فیصد سے زیادہ افراد لہسن کی گولیاں استعمال کرتے ہیں۔ لہسن پوڈر کو کیپسول میں بند کر کے استعمال کیا جاتا ہے۔ اسپرین کی نسبت لہسن خون کو پتلا کرنے میں زیادہ خاصیت رکھتا ہے اور مابعد اثرات بھی نہیں رکھتا۔ لہسن خون میں لوتھڑے بننے کے عمل کو روکتا ہے۔

اسبغول: سالم یا اسبغول کے چھلکے کا مسلسل آٹھ دس ہفتوں تک استعمال ۱۵ سے ۲۰ فیصد L D L یعنی مضر کولیسٹرول کو کم کر دیتا ہے۔

خشک دھنیا: گرائینڈر میں ۲۰۰ گرام خشک دھنیا پیس لیں اور ہموزن چینی ملا کر یا بغیر چینی ایک یا دو چمچ ایک گلاس پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

لیموں، خشک آلو بخارا، املی: اِن کو پانی میں بھگو کر مسلسل استعمال کریں اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے، گرم مزاج گرمیوں میں استعمال کریں۔

ورزش: باقاعدہ ورزش بُرے کولیسٹرول LDL کو کم کرنے اور مفید کولیسٹرول H D L کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے یہ خون کی گردش کو بہتر بنا کر جسم کے ہر حصے میں پہنچانے کی ذمہ دار ہے۔ جاگنگ، تیز چلنا، تیراکی، سائیکل چلانا اور بیڈمنٹن اور دیگر کھیل بہترین ورزشیں ہیں۔

آبی غُسل: بھاپ کا غسل (اسٹیم باتھ) اور ٹھنڈے غُسل حسبِ مزاج، طبیعت و موسم ہمارے تجربہ میں بے حد مفید ثابت ہوئے ہیں۔ بکثرت پانی پیئیں اور بھاپ کا غسل گاہے بگاہے لیں بفضلِ تعالیٰ فائدہ مشاہدہ کریں۔

روزے رکھنا: رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور اپنی خوراک کو رمضان میں واقعی کم کرنا کولیسٹرول کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے بشرطیکہ سحری اور افطاری میں کولیسٹرول بڑھانے والی غذاؤں سے ہاتھ کھینچا جائے اور دیگر غذائیں بھی کم لی جائیں۔ دیکھا گیا ہے کہ کئی لوگ رمضان میں عام دنوں کی نسبت کئی گنا زیادہ مقدار میں اور وہ بھی مرغن غذائیں زور و شور سے کھاتے ہیں ایسے لوگ رمضان کے جسمانی اور روحانی فوائد سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پہ عمل کا ثواب تو اُنہیں انشاء اللہ ملے گا۔ مگر چونکہ انہوں نے رمضان کے اصل مقصد اور تقاضوں کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھا تو ظاہری بات ہے انہیں وہ فوائد بھی نہیں مل پائیں گے۔ لیکن اگر وہ اپنی غذا رمضان میں کم کر لیں تو اُن کا کولیسٹرول لیول بھی کم ہو جائے گا اور جسمانی لحاظ سے اور بے شمار اضافی فوائد بھی لازماً حاصل ہوں گے۔

کھانا پکانے کا طریقِ کار: کولیسٹرول کو کنٹرول میں رکھنے اور صحت کی حفاظت کے ضمن میں کھانا پکانے کا طریق اور اس میں شامل کئے جانے والے اجزاء انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ اگر کھانے کو بہت زیادہ پکایا جائے اور گھی اور مسالوں کا بے دریغ استعمال کیا جائے تو یہ کھانے کولیسٹرول کو بڑھانے اور بیماری کو دعوت خاص دینے کا اعلانِ عام ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ممکنہ حد تک کم اور وہ بھی تیل (خصوصاً زیتون کا تیل) کھانے میں استعمال کیا جائے اور گھی، تیل کے بغیر سادہ اُبلی ہوئی سبزیاں اور گوشت سب سے اچھی چیزیں ہیں۔ اور مسالوں میں لہسن، پیاز، خصوصاً ادرک بہت مفید ہیں مگر اعتدال کی حدوں میں رہتے ہوئے۔ اس ضمن میں سٹیمر کے ذریعہ اگر کھانے پکائے جائیں تو فوائد دو چند اور مضر اثرات کافی حد تک کم ہو جاتے ہیں۔ سٹیمر ایک نہایت اچھی اور سستی چیز ہے اور ہر گھر میں موجود ہونی چاہئے۔

زیادتی کولیسٹرول کا ہومیو علاج: کولیسٹرینیم (Cholesterinum)، فائٹولاکا (Phytolacca) اور فاسفورس (Phosphorus) سب ۳۰ طاقت میں ملا کر دن میں ۳ دفعہ کُچھ عرصے استعمال کریں۔

ڈاکٹر ریکوگ اینڈ کو جرمنی کی مرکب دوا نمبر ۹۷ خون میں چربی کی زیادتی کو دور کرتی ہے اور خون کی نالیوں کی تنگی کو دور کرتی ہے۔

چند گزارشات

زیرِ نظر مضمون سے متعلق چند ضروری گزارشات پیشِ خدمت ہیں۔

میانہ روی: پرہیز غذا کے سلسلہ میں افراط و تفریق اور انتہا پسندی کی بجائے میانہ روی کو معمول بنائیں۔ بعض لوگ جذبات میں آ کر یک لخت سب چیزوں سے پرہیز کا علم بلند کر دیتے ہیں مگر جلد تنگ آ کر یکدفعہ سب کچھ پھر سے شروع کر لیتے ہیں۔ یہ طریق درست نہیں۔

جُہدِ مسلسل: صحت کا خیال اور حفاظت ایک مسلسل جہاد ہے اور یہ نہایت مشکل امر ہے اور جہاد بالنفس کا لازمی اور ضروری حصہ ہے۔ اس جہاد کو ہمیشہ جاری رکھیں اور ہر روز اور ہمہ وقت محاسبہ کریں کہ جسم و جان خُدا کی امانت ہے اس کا آپ کس طرح خیال رکھ رہے ہیں۔ آپ سے کون کون سی کوتاہیاں سرزد ہو رہی ہیں جن کا ازالہ ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص خُدا تعالیٰ کی انعام کردہ عمر طبعی سے پہلے اپنی ہی کوتاہیوں کی بدولت

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

امراض قلب یا دیگر بیماریوں کا شکار ہو کر اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے شاکی ہے تو یہ گویا خدا تعالیٰ پر الزام ہے۔ انسان عموماً اپنی غلطیوں سے بیمار ہو کر اپنی عمر طبعی سے قبل اپنا بستر بوریا سمیٹ کر چل دیتا ہے۔ بہت سے مفید کام جو کر سکتا تھا اُن سے محروم رہ جاتا ہے اور اپنے پسماندگان کو بھی گوناں گوں مسائل سے دوچار کر جاتا ہے۔

صحت کی جنت ماؤں کے قدموں تلے: ہمیشہ اور بالخصوص آج کے دور میں روحانی جنت ہو یا صحت و جسم کی، یہ ماؤں کے دم قدم سے وابستہ ہے۔ ہمارا یہ گہرا مشاہدہ ہے کہ صحت کا دارو مدار ایک درست طریق پر کھانے کی تیاری پر انحصار کرتا ہے۔ ایک پُر تکلف کھانا جو چسکے کی خاطر طرح طرح کے کیمیائی و روغنیاتی مراحل سے گزار کر تیار کیا جاتا ہے وہ محض بیماری ہے۔

دراصل بیماری کا آغاز کچن سے شروع ہوتا ہے اور کچن کی سلطنت کی ملکائیں ہماری معزز خواتین (یا مرد اگر وہ کچن کا کام کرتے ہوں) ہیں۔ افراد معاشرہ اور قوموں کی اچھی صحت کا سہرا آج ان کے سر ہے۔ ہر روز پکوان کے عنوان سے اخبارات و رسائل میں نت نئی جو ترکیبیں صحتوں کو بگاڑنے کی خاطر اختراع کی جا رہی ہیں ان کو فی الفور بند کرانے کی ضرورت ہے۔ یہی وہ طریقہ ہے جس سے کولیسٹرول و دیگر عوارض قلب کو روکا جا سکتا ہے۔ حقیقی بھوک پر خواہ سادہ سے سادہ کھانا ہی کیوں نہ کھایا جائے وہی لذیذ ہوتا ہے۔ کھانوں کو چٹپٹا بنانے کی ضرورت دراصل ان لوگوں کو ہے جو محض حصولِ لذت یا بالفاظِ دیگر حصولِ مرض کی خاطر کھاتے ہیں۔

علاجوں کی ماں، کم خوری: سیدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کم خوری علاجوں کی ماں ہے۔ فرمایا: انسان کی کمر سیدھی رکھنے کے لئے چند لقمے غذا ہی کافی ہے لیکن اگر لازماً زیادہ ہی کھانا پڑے تو معدہ میں تیسرا حصہ کھانا، تیسرا حصہ پانی اور تیسرا حصہ سانس لینے کیلئے خالی ہو۔

(طب نبوی صفحہ ۱۲۷ مصنفہ حافظ نذر احمد)

پس دستر خوان پر صرف مذکورہ اصول کے مطابق کھانا رکھیں دوسرا پرے ہٹا دیں۔ شدید بھوک کے وقت انسان سمجھتا ہے کہ ابھی اس کو اور بھی کھانا کھانا چاہئے مگر جب ہمت کر کے ہاتھ کھینچ لیتا ہے تو وہی کھانا جو کھا چکا ہوتا ہے وہی کافی ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ بھوک کی حس تھوڑی دیر بعد ختم ہوتی ہے۔ پس کولیسٹرول کو کم رکھنے کیلئے کم خوری بے حد ضروری ہے۔ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو عموماً کسی چیز سے پرہیز نہیں کرتے مگر مذکورہ ارشاد پر ان کا سختی سے عمل ہے وہ بفضلِ تعالیٰ تندرست ہی رہتے ہیں۔

MOT

Cars: £38 Vans: £40

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

ایک سوال: قارئین سے ہم ایک سوال حل کرانا چاہیں گے۔ جب بھی کسی سے ورزش کا کہا جائے تو عدم فرصت کا بہانہ پیش کیا جاتا ہے۔ ذرا غور کر کے بتائیے کہ اگر ۱۵ منٹ سے ایک گھنٹہ روزانہ ورزش پر صرف کرنے سے آپ کی عمر میں ۱۰ سے ۲۰ سال تک کا اضافہ ہو جائے تو اس میں بھلا آپ کا کتنے فیصد نقصان ہے؟

مثبت و منفی ڈیپریشن: کولیسٹرول کے اسباب کے سلسلہ میں آج کل ڈیپریشن و فرسٹریشن کو بہت کوسا جا رہا ہے۔ ہر طرف مادہ پرستی، لالچ، حصولِ زر کی دوڑیں لگی ہیں اور افسوس ہے کہ ان چیزوں سے کبھی کوئی سیر نہیں ہوا بلکہ ڈیپریشن کی آگ اور بھی بھڑکتی ہے۔ یہ سب منفی ڈیپریشن کی قسمیں ہیں۔ ڈیپریشن بمعنی احساس ذمہ داری اور فکر و غم اپنی ذات میں بُرا نہیں ہے جبکہ وہ مثبت ہو۔ انبیاء، صلحاء و بزرگان کو بھی بہت فکر و غم رہتا تھا مگر وہ مثبت فکر و غم تھا۔ وہ کیا تھا، دوسروں کے کام آنا، دوسروں کے دکھوں کو بانٹنا، دوسروں کے غم میں خود کو ہلاکت کے منہ میں جھونک دینا۔ خُدا کے عرش کو اپنے محبوب بندے سیدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم پہ ترس آیا اور فرمایا: ﴿لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُوْمِنِیْنَ﴾ (الشعراء:4)۔ اے رسول! شاید تو خود کو اس غم میں ہلاک کر لے گا کہ تیری قوم ایمان نہیں لا رہی۔ یہ ''ڈیپریشن''، یہ فکر و غم کیا ہی حیات بخش و زندہ جاوید ہے۔ کاش کہ ہمارا ڈیپریشن بھی مثبت ہو جائے اور ہم بنی نوع انسان کے کام آنے کی خاطر جئیں نہ کہ محض اپنی خودغرضیوں کی خاطر۔

آخری التماس: معزز قارئین کی خدمت میں آخری التماس ہے کہ اس مضمون کو اپنے باورچی خانہ یعنی صحت و مرض کے کارخانہ میں آویزاں کریں اور ہمیشہ جائزہ لیتے رہیں کہ کن کن باتوں پر کس قدر عمل ہوا ہے یا کس قدر ہونا باقی ہے۔ اور اس سے انشاء اللہ نہ صرف کولیسٹرول بلکہ اور بھی کئی امراض جو منہ کھولے بیٹھے ہیں سے بفضلِ خُدا تحفظ رہے گا۔ پھر اپنے کولیسٹرول لیول کا گاہے بگاہے چیک اَپ کراتے رہنا بھی بہت ضروری ہے۔ خصوصاً ۴۰ سال کی عمر کے بعد اپنے تمام ضروری چیک اَپ بہت اہتمام سے بظاہر بلاضرورت کراتے رہنا چاہئے۔

❁❁❁❁❁❁❁

دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا فون / فیکس نمبر

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے رابطہ کے لئے درج ذیل فون/فیکس نمبر استعمال کریں۔

Telephone Number:
020 8875 4321

Fax Number:
020 8870 5234

نظام وصیت

حضرت مصلح موعودؓ وصیت کے متعلق فرماتے ہیں:

''پس تم جلد سے جلد وصیت کرو تا کہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو اور وہ مبارک دن آ جائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے۔ اس کے ساتھ ہی مَیں ان سب دوستوں کو مبارکباد دیتا ہوں جنہیں وصیت کرنے کی توفیق حاصل ہوئی اور مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی جو ابھی تک اس نظام میں شامل نہیں ہوئے توفیق دے کہ وہ بھی اس میں حصہ لے کر دینی و دنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں اور دنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اٹھائے کہ آخر اسے یہ تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جسے کوردہ کہا جاتا تھا، جسے جہالت کی بستی کہا جاتا تھا، اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا، جس نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کر دیا، جس نے ساری دنیا کے دکھوں کو دور کر دیا اور جس نے ہر امیر اور غریب اور چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار اور الفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا کی''۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 2008ء تک جماعتوں کو چندہ دہندگان کے کم از کم پچاس فیصد کو اس مبارک نظام میں شامل کرنے کی خصوصی تحریک فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض جماعتیں اس طرف خصوصی توجہ دے رہی ہیں۔

ایسے احباب جماعت جو ابھی نظام وصیت میں شامل نہیں ہو سکے۔ ان سے درخواست ہے کہ اس میں شامل ہو کر اس کے فیوض و برکات کے وارث بنیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل المال۔لندن)

یہ نہیں ممکن پریشانی نہ ہو
کیا خبر اُس آنکھ میں پانی نہ ہو

رُوبرو ہے اور نہیں ہے رابطہ
آئینے کو کیسے حیرانی نہ ہو

آج تک مجھ سے نہیں لکھّا گیا
شعر، جس کا ایک بھی معنی نہ ہو

ایسے جینے سے تو مرجانا بَھلا
زندگی ہو اِس طرح، یعنی نہ ہو

کوئی ایسا شخص دیکھا ہے کبھی
عِشق میں جِس کو پشیمانی نہ ہو

دِل کا نذرانہ نہیں ہوتا قبول
دِل اگر دینے میں نادانی نہ ہو

جستجو اِک ایسے بُت کی ہے کہ جو
خُوبصورت ہو مگر فانی نہ ہو

پاک ہو آئینہ دل خاک سے
صِرف اِک چہرہ ہی نورانی نہ ہو

ظالموں کی اور ہوں عُمریں دراز
زندگی کی اتنی ارزانی نہ ہو

ہم وفاداروں پہ تیرے حُسن کی
حکمرانی ہو سِتم رانی نہ ہو

دِل اگر دُکھتا ہے دُکھنے دو کہ پھر
کیا خبر اتنی بھی آسانی نہ ہو

کاش ساری کہکشاؤں سے الگ
ایک دُنیا ہو جو بیگانی نہ ہو

وہ رفاقت تا قیامت ہو نصیب
دہر میں جِس کا کوئی ثانی نہ ہو

خاک میں مل جائے ایسی زندگی
جِس نے خاک اُس راہ کی چھانی نہ ہو

ڈر گلستانوں کے اِس انجام سے
رات ہو اور رات کی رانی نہ ہو

جیسی اُن آنکھوں میں سُرخی ہے ظفر
ایسی تاروں میں بھی تابانی نہ ہو

(صابر ظفر)

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہر خریدار کو ایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جو آپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔ یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔ براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط و کتابت اور رابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (مینیجر)

بائبل میں بدکاری کی سزا

(ڈاکٹر میاں محمد طاھر۔ پورٹ لینڈ)

کچھ عرصہ ہوا سعودی عرب میں ایک شہزادہ اور شہزادی کو ناجائز تعلقات کی بنا پر موت کی سزا دی گئی اور ان کے سر کاٹ دئے گئے۔ سعودی عرب کی حکومت چونکہ اسلامی سمجھی جاتی ہے اس لئے عام لوگوں میں یہی احساس ہوا کہ یہ سزا قرآن حکیم کے ارشاد کے مطابق دی گئی تھی۔

اسی طرح کچھ عرصہ قبل نائیجیریا میں ایک عورت کو اس جرم کی یہ سزا سنائی گئی کہ اسے سنگسار کیا جائے۔ لیکن انسانی حقوق کی مختلف تنظیموں کے تحت عالمی دباؤ کی وجہ سے اس سزا کو کینسل کر دیا گیا اور اس عورت کو بری کر دیا گیا۔ اس کیس کے متعلق بھی یہی کہا گیا کہ یہ سزا اسلامی قوانین کے مطابق تھی۔

جن دنوں سعودی عرب کے شہزادہ اور شہزادی کو قتل کیا گیا انہی دنوں ایک ڈاکومنٹری فلم بنائی گئی جس میں اس سارے واقعہ کو مشتہر کیا گیا۔ لوگوں کی دلچسپیاں اور ہمدردیاں شہزادہ اور شہزادی کے ساتھ تھیں لیکن اس سزا کے متعلق کوئی بھی کچھ نہ کرسکتا تھا۔ شاید بعض حکومتوں نے کچھ دباؤ ڈالنے کی کوشش کی ہوگی لیکن کچھ اثر نہ ہوا اور سزا پر عمل درآمد کر دیا گیا۔

ان دنوں میرے ساتھ کام کرنے والے بعض دوستوں نے اس واقعہ کی وجہ سے مجھے اعتراضات کا نشانہ بنالیا۔ اعتراضات اور ہنسی کا نشانہ بنانے والے لوگوں میں زیادہ تر یہودی لوگ تھے اور کچھ عیسائی بھی تھے۔ ہر ایک نے یک زبان یہ کہا کہ انہیں بربریت کا نشانہ اس لئے بنایا گیا کہ قرآن میں ایسی سزائیں تجویز کی گئی ہیں اور یہ کہ فی زمانہ قرآن قابل عمل نہیں ہے۔ جب وہ سب کچھ کہہ چکے اور مجھے احساس ہوا کہ ان کے اندر سے غصہ کی بھاپ نکل گئی ہے تب مَیں نے کہا کہ دوستو! یہ سزا قرآن حکیم کے مطابق نہیں دی گئی بلکہ یہ بائبل کے مطابق سزا دی گئی ہے۔ اگر بائبل میں تم Leviticus 20:22-23 اور Deutronomy 22:22-23 دیکھو تو معلوم ہوجائے گا کہ یہ سزائیں بائبل یعنی توریت کے مطابق ہیں۔ یہ سزائیں یہودی سزائیں ہیں۔ یہ سزائیں عیسائیوں کی سزائیں ہیں۔ اسلام نے یہ سزائیں ہرگز نہیں دیں۔

قرآن حکیم مختلف جرائم کی جو سزائیں تجویز کرتا ہے ان میں حکمت بھی ہے اور سبق بھی۔ زنا کے مجرم کی گردن کاٹنا اور سنگسار کرنا قرآن حکیم کی تعلیم نہیں۔ قرآن کے مطابق بدکاری کی سزا لوگوں کے سامنے دُرّے مارنے کی ہے تا ان دونوں کو شرم دلوائی جائے اور دیکھنے والوں کو سبق حاصل ہو۔ اس پر انہوں نے پوچھا کہ پھر سعودی عرب نے یہ سزا کیوں دی؟۔ میرا جواب تھا کہ یہ بات تم سعودی عرب کے حکام سے پوچھو۔ مَیں تو اسلام کی تعلیم اور قرآن حکیم کے متعلق اس غلط فہمی کو دور کر رہا ہوں جو آپ لوگوں میں پھیلی ہوئی ہے۔

اب مَیں بائبل کے حوالہ جات سے پوری تفصیل کے ساتھ ان قوانین اور تعلیم کے متعلق کچھ لکھوں گا۔

توریت یعنی Old Testament میں احبار یعنی Leviticus میں باب 20 کی آیات 10 تا 20 میں ہے:

’’اور جو شخص دوسرے کی بیوی سے یعنی اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرے وہ زانی اور زانیہ دونوں ضرور جان سے مار دئے جائیں۔ اور جو شخص اپنی سوتیلی ماں سے صحبت کرے اس نے اپنے باپ کے بدن کو بے پردہ کیا۔ وہ دونوں ضرور جان سے مار دئے جائیں۔ ان کا خون ان ہی کی گردن پر ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص اپنی بہو سے صحبت کرے تو وہ دونوں ضرور جان سے مارے جائیں۔ انہوں نے اوندھی بات کی ہے۔ اُن کا خون اُن ہی کی گردن پر ہوگا۔ اور اگر کوئی مرد سے صحبت کرے جیسے عورت سے کرتے ہیں تو ان دونوں نے نہایت مکروہ کام کیا ہے۔ سو وہ دونوں ضرور جان سے مارے جائیں۔ اُن کا خون اُن ہی کی گردن پر ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی اور اپنی ساس دونوں کو رکھے تو یہ بڑی خباثت ہوئی۔ سو وہ آدمی اور وہ عورتیں تینوں کے تینوں جلا دئے جائیں تا کہ تمہارے درمیان خباثت نہ رہے‘‘۔

اس سے آگے بھی سزاؤں کا ذکر جاری ہے۔ اسے پڑھئے اور دیکھئے کہ یہ سزائیں بائبل کی ہیں۔ قرآن حکیم کی نہیں ہیں۔

بائبل کے عہد نامہ قدیم (Old Testament) پہلی پانچ کتابوں کو توریت کہتے ہیں۔ یعنی پیدائش (Genesis)، خروج (Exodus)، احبار (Leviticus)، گنتی (Number)، اور استثناء Deuteronomy۔

یہ کتابیں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھیں۔ یہی قانون کی کتابیں ہیں جن پر عمل کرنا یہودیوں اور عیسائیوں پر فرض ہے۔ اگرچہ عیسائی اب یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہی کہا تھا کہ توریت اور دیگر کتابوں پر عمل کرو لیکن سینٹ پال نے ہمیں اس سے آزاد کر دیا ہے۔ مثلاً یہودیوں کو ختنہ کا حکم تھا لیکن پال نے کہا کہ ختنہ کروانا کوئی ضروری نہیں ہے۔ پھر سؤر کا کھانا یہودیوں میں حرام تھا لیکن پال نے اسے جائز قرار دیا اور بائبل کی باقی سزاؤں سے آزاد کر دیا گیا۔ گویا سینٹ پال کے اختیارات حضرت عیسیٰ علیہ السلام (جن کو نعوذ باللہ، یہ خدا کا بیٹا مانتے ہیں) سے زیادہ کر دئے گئے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا وہ نہ کرو جو سینٹ پال نے کہا وہ کرو۔ اس کے باوجود عیسائی یہی کہتے ہیں کہ ہم توریت کو مانتے ہیں۔

اب دیکھئے استثناء یعنی Deuteronomy میں باب 22 آیات 20 تا 22 میں ہے:

’’اگر یہ بات سچ ہے کہ لڑکی میں کنوارے پن کے نشان نہیں پائے گئے تو اس لڑکی کو اس کے باپ کے گھر کے دروازے اور اس کے شہر کے لوگ اُسے سنگسار کریں کہ وہ مر جائے۔ اگر کوئی مرد کسی شوہر والی عورت سے زنا کرتے پکڑا جائے تو وہ دونوں مار ڈالے جائیں۔ یعنی وہ مرد بھی جس نے اس عورت سے صحبت کی اور وہ عورت بھی۔ یوں تُو اسرائیل سے اس برائی کو دفع کرنا۔

اگر کوئی کنواری لڑکی کسی شخص سے منسوب ہوگئی ہو اور کوئی دوسرا آدمی اسے شہر میں پاکر اُس سے صحبت کرے تو تم دونوں کو اس شہر کے پھاٹک پر نکال لانا اور ان کو تم سنگسار کر دینا کہ وہ مر جائیں۔ لڑکی کو اس لئے کہ وہ شہر میں ہوتے ہوئے نہ چلائی اور مرد کو اس لئے کہ اس نے اپنے ہمسایہ کی بیوی کو بے حرمت کیا۔ یوں تُو ایسی بُرائی کو اپنے درمیان دفع کرنا۔ پر اگر اس آدمی کو وہی لڑکی جس کی نسبت ہوچکی ہو کسی میدان یا کھیت میں مل جائے اور وہ آدمی جبراً اس سے صحبت کرے تو فقط وہ آدمی ہی جس نے صحبت کی مار ڈالا جائے۔ پر اس لڑکی کو کچھ نہ کرنا کیونکہ لڑکی کا ایسا گناہ نہیں کہ جس سے وہ قتل کے لائق ٹھہرے‘‘۔

یہ وہ سزائیں ہیں جو توریت کی کتاب احبار یعنی Leviticus اور استثناء یعنی Deuteronomy میں لکھی ہیں۔

قرآن حکیم کی تعلیمات پر اعتراض کرنے والے اپنی مقدس کتاب کے احکامات کا مطالعہ کرکے پہلے اسے توبربریت سے پاک ثابت کریں پھر کسی اور پر اعتراض کی جسارت کریں۔ لیکن جب وہ قرآن حکیم کا سچائی اور انصاف کے ساتھ مطالعہ کریں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ قرآن حکیم میں بیان کردہ احکامات بہت نرم، رحمدلی پر مشتمل اور پُرحکمت ہیں۔

❁❁❁❁❁❁

ٹرینیڈاڈ میں جلسہ سیرت النبی ﷺ کا بابرکت انعقاد

(میاں مظفر احمد خالد۔ مبلغ سلسلہ ٹرینیڈاڈ)

مورخہ 18 ستمبر 2005ء کو ٹرینیڈاڈ کے انتہائی جنوب میں واقع ایک گاؤں اکاکس (Icocas) میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے انگریزی ترجمہ سے ہوا۔ جس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ’’وہ پیشوا ہمارا......‘‘ ترنم سے پیش کیا گیا۔ اس کلام کا بھی انگریزی میں ترجمہ پیش کیا گیا۔ بعد ازاں مبلغین سلسلہ نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے بعض پہلوؤں پر تقاریر کیں جن میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیروں کے ساتھ حسن سلوک، آپؐ کے پاکیزہ اخلاق اور آپؐ کی عبادات جیسے پہلو خاص طور پر بیان کئے۔ اس بابرکت پروگرام میں شمولیت کے لئے ڈیڑھ صد کے قریب احباب سو کلومیٹر سے زائد سفر طے کرکے پہنچے جبکہ مجموعی طور پر 230 افراد نے شمولیت کی۔ اس بابرکت جلسہ میں تیس سے زائد غیر از جماعت مسلمان اور غیر مسلم شامل ہوئے۔

قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس علاقہ میں بھی لوگوں کو اسلام کے حقیقی نور سے منور فرمائے۔ آمین

مجلس خدام الاحمدیہ پرتگال کے دوسرے سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: نفیس احمد کاھلوں۔ پرتگال)

مجلس خدام الاحمدیہ پرتگال کا دوسرا سالانہ اجتماع مورخہ 23 اور 24 ستمبر 2005ء کو منعقد ہوا۔

پہلا اجلاس

اجتماع کے پہلے اجلاس کی کارروائی مکرم عبداللہ ندیم صاحب مبلغ سلسلہ کی صدارت میں شروع ہوئی جو کہ سپین سے تشریف لائے تھے۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پرتگال نے خطاب کیا جس میں اجتماع کے انعقاد کی غرض وغایت بیان کی۔ اس کے بعد مکرم ندیم صاحب نے خطاب کیا اور دعا کروائی۔

دوسرا اجلاس

دوسرے اجلاس میں مختلف علمی مقابلے کروائے گئے جن میں تلاوت قرآن کریم، نظم اور تقاریر کے مقابلے ہوئے۔ خدام نے بہت شوق سے ان مقابلوں میں حصہ لیا۔ اطفال نے بھی ان مقابلوں میں بڑے شوق سے حصہ لیا۔

دوسرا روز

دوسرے روز کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم بھی دیا گیا۔ آج کے پروگرام میں مختلف ورزشی مقابلے ہوئے جن میں کرکٹ، رسہ کشی، بیڈمنٹن کے علاوہ چھلانگ اور دوڑوں کے مقابلے بھی ہوئے۔

اختتامی اجلاس

اختتامی اجلاس میں تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مقابلہ جات میں امتیاز حاصل کرنے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ بعد ازاں مکرم عبداللہ ندیم صاحب نے خدام کو مختلف نصائح سے نوازا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو ہر رنگ میں بابرکت فرمائے اور شامل ہونے والے خدام کو اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے اور جماعت کا مفید رکن بننے کی توفیق بخشے۔ آمین

❁❁❁❁❁

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

خلفاء سلسلہ کی یادوں کے انمٹ نقوش

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24 و 27 دسمبر 2004ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالسمیع نون صاحب کا تفصیلی مضمون خلفاء سلسلہ کی یادوں سے مزین ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ

کالج کا زمانہ قادیان میں گزرا۔ اگر حضورؓ کا قیام یہیں ہوتا تو ہفتوں اور مہینوں کے گزرنے کا احساس تک نہیں ہوتا تھا۔ یہ ناممکن تھا کہ خطبہ جمعہ سے ہم غیر حاضر رہیں۔ پھر مجلس عرفان کی اپنی ہی کشش تھی۔ حضور انور دینی اور دنیاوی معاملات پر نہایت پرمغز اور دلچسپ گفتگو فرماتے اور بڑی اُلجھی ہوئی گتھیاں چٹکیوں میں سلجھا دیتے اور ادق مسائل دینیہ ایسی عمدگی سے حل فرماتے کہ ہم ایسے کم فہم بھی پوری طرح سمجھ جاتے۔ پھر ساتھ پاکیزہ زبان میں لطائف بھی بیان فرماتے۔ مجلس کو مکمل طور پر گویا گرفت میں رکھتے اور ہر مزاج اور ہر علمی سطح کا شخص آپ کے حسن بیان سے محظوظ ہوتا اور فیض حاصل کرتا۔ لوگ دور دراز کے محلوں سے کھینچے چلے آتے اور کچھ بیرون جات سے بھی۔ ایک سامع کو کبھی غیرحاضر نہ پایا۔ مگر اس نے کبھی آگے بڑھ کر بیٹھنے کی نہ کوشش کی بلکہ آخر میں ہمہ تن گوش بیٹھا رہتا۔ وہ تھے حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ۔

22/ اگست 1956ء کو حضور انور مری سے ربوہ جا رہے تھے کہ برادران فضل الرحمان صاحب پراچہ اور محمد اقبال صاحب پراچہ نے حضور کی ناقہ کی باگیں تھام لیں اور بصد منت دوپہر کا کھانا ان کے ہاں کھانے کی درخواست کی۔ حضور بھی بوجوہ ان پر بے حد مہربان تھے۔ بہرحال کینال ریسٹ ہاؤس سرگودھا میں حضورؓ اور حضورؓ کے قافلہ کی دعوت کا انتظام تھا۔ مجھے بھی پراچہ برادران نے شمولیت کا شرف بخشا۔ حضرت مرزا عبدالحق صاحب، حضرت صاحب کے ساتھ صوفے پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے میرا تعارف کرایا تو حضورؓ اس عاجز سے مخاطب ہوئے۔ میں حضورؓ کے قدموں میں بیٹھ گیا۔ کسی دشمن کا ذکر تھا جس کے بارہ میں جب مَیں نے کچھ شہادت عرض کی تو حضورؓ نے پوچھا کہ یہ تمہاری شہادت شائع کر دی جائے۔ میں نے بصد ادب عرض کیا کہ حضور ضرور شائع فرمادیں۔ حضورؓ نے قانونی نکتہ بیان فرمایا کہ موکل اور وکیل کے درمیان جو مشورہ ہوتا ہے، وہ کوئی فریق شائع کرانے کا حق نہیں رکھتا اور جو ایسا کرے اس پر مقدمہ ہوسکتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور کے خلاف وہ بک بک کر رہا ہے۔ میری جان یا عزت کی تو قیمت ہی کوئی نہیں۔ واقعہ سچ ہے اگر مقدمہ کرے گا تو میں بھگت لوں گا۔ پھر دوسرے ہی روز الفضل کے پہلے ہی صفحہ پر میرا بیان شائع ہوا جس میں میرا ذکر سرگودھا کے 'معتبر آدمی' اور 'کامیاب وکیل' کے الفاظ سے کیا۔ میں نہ 'معتبر' شخص تھا نہ 'کامیاب وکیل'، بس وہ نگاہ پڑی تو میرے لئے کامیابی کے وہ در کھلے کہ میں سوچ کر بھی حیران ہو جاتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

حضرت مصلح موعودؓ کی تدفین کے بعد سیدی حضرت میرزا ناصر احمد صاحبؒ نے مسجد مبارک میں حاضر لوگوں کو شرف مصافحہ عطا فرمایا۔ اس عاجز کو 21,20 سال سے حضورؒ کی چاکری کا شرف حاصل رہا تھا۔ جب میری باری آئی تو حضرت ممدوح نے ازراہ بندہ نوازی ایک منٹ کے قریب میرے ساتھ مختصر دو باتیں کیں۔ حضور کی من موہنی عادات اور صفات کا شمار ممکن نہیں۔ حضورؒ کے انتخاب کے روز ہی میں نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ حضورؒ اب بہت عالی منصب پر فائز ہو چکے ہیں، اب وہ پہلے سی بے تکلفی اور صبح شام کی ملاقاتیں نہیں رہیں گی کچھ فاصلہ رکھنا پڑے گا۔ مگر اللہ والوں کے حوصلے بھی بڑے ہوتے ہیں چنانچہ احسان، مروت وشفقت کا یہ سلسلہ حضور کی وفات تک چلتا رہا۔

خلیفہ بننے سے قبل یہ حال تھا کہ حضورؒ جہلم سے ربوہ کے لئے روانہ ہوئے تو مکرم حافظ مسعود احمد صاحب کو فون کیا کہ فاتح الدین بول رہا ہوں، آج فلاں وقت سرگودھا سے گزروں گا۔ چنانچہ ہم میرزا عبدالحق صاحب کی قیادت میں سڑک کے کنارے موجود تھے۔ وہیں کھڑے ہوکر حضورؒ نے ملاقات کا شرف عطا کیا اور کار کے بونٹ پر چائے کی پیالی رکھ کر نوش فرمائی۔ فرمایا کہ یہاں چائے ٹھنڈی نہیں ہوگی یہ میز بہتر ہے۔

لیکن ایک دفعہ حافظ صاحب نے متفکر ہوکر ذکر کیا کہ حضرت صاحب اب آتے جاتے ہمیں کوئی اطلاع نہیں دیتے اور نہ ہمیں لب سڑک زیارت کا شرف عطا ہوتا ہے۔ اس پر مَیں نے پریشانی میں خط لکھا کہ حضور کے ارادتمند تو سرگودھا میں ہزاروں ہیں مگر حضور کا نوکر ہونے کا اعزاز شاید مجھے ہی حاصل ہے اور آقا اگر غلام کے گھر آ جائے تو گو آقا کے مقام ومرتبت میں کچھ فرق نہیں آتا مگر غلام کی خوشی اور خوش بختی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہتا۔ حضور مجھے اگر پتہ چل جائے کہ حضور سرگودھا سے گزر رہے ہیں تو میں حضورؒ کی سواری کی باگ تھام کر اپنے گھر لے آؤں گا۔ حضورؒ نے جواب میں لکھوایا کہ ربوہ سے چلیں تو سرگودھا سے آگے طویل سفر باقی ہوتا ہے اور ربوہ کی طرف آ رہے ہوں تو سرگودھا آنے سے پہلے ہی گویا ربوہ نظروں میں آ جاتا ہے اس لئے سرگودھا میں رُکنا دونوں صورتوں میں ممکن نہیں ہوگا ورنہ مجھے تمہارے گھر آنے میں باک نہیں اور پہلے آ بھی چکا ہوں۔ اس جواب سے ہمارے دلوں میں شگفتگی آ گئی۔

حضورؒ احمد نگر اور نصرت آباد کی زمینوں پر جاتے تھے۔ میں حاضر ہوتا تو ارشاد فرماتے اپنی موٹر یہیں کھڑی کر دو اور میرے ساتھ بیٹھو۔ مَیں حضور کے ساتھ ویگن میں بیٹھ جاتا۔ حضرت صاحبزادہ میرزا منصور احمد صاحب اکثر ساتھ جاتے۔ ایک دن باغ میں حضورؒ پھر رہے تھے کہ فرمایا چھوٹی سی مشین ہے جو درختوں کو کاٹتی ہے۔ میں نے امپورٹ کرنا چاہی تو معلوم ہوا کہ بڑا لمبا procedure ہے۔ میں نے عرض کیا حضورؒ مجھے حکم دیتے تو میں حال ہی میں یورپ سے آیا ہوں، ساتھ لے آتا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں اس دفعہ کوکا کولا بنانے والی مشین یورپ سے لایا تو کسٹم والوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ کوکا کولا بنانیوالی فیکٹری۔ وہ افسر حیران ہوا تو میں نے کہا بڑے نون (نور حیات صاحب نون MNA) نے لاہور میں بڑی فیکٹری لگائی ہوئی ہے، میں چھوٹا سا نون ہوں، چھوٹی سی فیکٹری مَیں بھی لے آیا ہوں۔ وہ مسکرایا اور بولا کہ لے جاؤ، ہمارے پاس اس پر ٹیکس لگانے کا کوئی قاعدہ نہیں ہے۔

ایک روز مَیں نے عرض کیا کہ حضورؒ کو جس دن، جس وقت، جس ماہ، جس سال فرصت ہو، اس عاجز کے بیٹے عبدالبصیر کا نکاح پڑھا دیں تو عنایت ہوگی۔ حضور نے وعدہ فرما لیا۔ پھر گھوڑ دوڑ ہو رہی تھی۔ حضورؒ خود تشریف فرما تھے۔ مَیں بھی قدموں میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضورؒ نے فرمایا کہ عبدالبصیر نون اگر کلّہ اٹھا لے گیا تو میں آج ہی اس کا نکاح پڑھا دوں گا۔ چنانچہ بصیر کلّہ اٹھا کر لہراتا ہوا لے گیا اور حضور نے اسی شام نکاح پڑھا دیا۔ بلکہ اس سے پہلے اس کے لئے رشتہ کی تجویز میں نے حضورؒ کی خدمت میں پیش کی تو فرمایا تم نہ بات کرنا، میں ربوہ آیا تو مجھے یاد کرا دینا۔ چنانچہ خود حضورؒ کے ہاتھوں ہی یہ رشتہ طے پایا اور حضورؒ سیدہ حضرت بیگم صاحبہؒ کے ساتھ بارات میں بھی شامل ہوئے۔

تین بیٹیوں کے رشتوں کے لئے دعا کی درخواست کی تو فرمایا جو تجویز تمہارے پاس آئے تم مجھے بتا دینا فیصلہ میں خود کروں گا۔ دلربائی اور دلداری اور بندہ نوازی کے عجیب انداز تھے۔ مختصر سی بات کر کے دل جیت لینا یہ حضورؒ کا ایک نہایت حسین طریق تھا۔

حضورؒ کی وفات جس رات کو ہوئی نہ معلوم مجھے کہاں سے آواز آئی ''حضور فوت ہو گئے ہیں''۔ مَیں اندھیرے میں ہڑبڑا کر پلنگ پر اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس اندوہناک آواز کے متعلق سوچنا شروع کیا۔ آخر حضورؒ کے جائے قیام اسلام آباد فون کیا تو کسی نے فون اٹھا کر ''اناللہ'' پڑھا۔ پھر کچھ پوچھنے کی ہمت ہی نہ پڑی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع

1944ء میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے جو پیشگوئی فرمائی تھی اس کا مفہوم تھا کہ شرک کے زمانہ میں مَیں دوبارہ دنیا میں آؤں گا یعنی میرے جیسی طاقتوں والا ایک انسان ظاہر ہوگا۔ پس جب وہ زمانہ جس میں اللہ کے نام لینے پر قدغن اور کلمہ توحید پڑھنے پر تعزیریں تھیں اس میں سیدنا حضرت مرزا طاہر احمدؒ اپنے والد ماجد کے ہر لحاظ سے مثیل بن کر آئے۔ کئی مشابہتیں ہیں۔ ایک یہ کہ دونوں ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے، دونوں کا زمانہ مہجوری 19,18 سال کا ہے، دونوں دارالہجرت میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے۔

حضورؒ سے میرا رسمی تعارف تو لڑکپن سے ہی تھا مگر گہرے تعلقات کی بنیاد ربوہ میں ہی پڑی۔

خلافت سے قبل ایک بار دارحمہ سے باہر ایک جلسہ گاہ بنائی گئی۔ حلالپور سے ہم 5,4 آدمی گئے۔ آپؒ جب کھانے کیلئے ایک مکان کی بیٹھک میں تشریف لائے تو ہم اِدھر اُدھر ہو گئے کہ مہمان خصوصی کے ساتھ شریک طعام ہونا ادب اور تہذیب کے خلاف تھا۔ اُدھر سے آدمی آیا کہ میاں صاحب آدھ گھنٹے سے تمہارا انتظار فرما رہے ہیں کہ اسے بلاؤ تو کھانا کھائیں۔ پھر تو مجھے شرم آئی کہ آپ کی کوفت کا موجب بنا ہوں۔ غرض اس خاندان کی وفاؤں اور اعلیٰ تہذیبی روایات کا ادراک بھی ہم ایسے کم فہموں کے بس میں نہیں ہے۔

کمسن مجاہدہ ...... اُمّ ابّانؓ

ماہنامہ ''السلام'' بیلجیم کے ایک شمارہ میں مکرمہ امۃ المنان ندیم صاحبہ کے قلم سے حضرت امّ ابّانؓ کے بارہ میں ایک مختصر مضمون شامل اشاعت ہے۔

آپؓ عُتبہ بن ربیعہ کی خوبصورت اور بہادر بیٹی تھیں۔ کمسن ہونے کے باوجود فنون حرب سے خوب واقف تھیں اور تیر اندازی میں اس قدر کمال تھا کہ اُڑتے ہوئے پرندے کو گرا لیا کرتی تھیں۔ عبادتگزار بھی بہت تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ خلافت میں اسلامی لشکر کے ساتھ خدمت کرنے کے ارادہ سے شام گئیں۔ اُس وقت آپؓ کی شادی کو چند ہی روز گزرے تھے اور آپؓ کے شوہر ابّان بن سعید بھی مجاہدین میں شامل تھے۔ اسلامی لشکر حضرت خالدؓ بن ولید کی قیادت میں اجنادین کے مقام پر ٹھہرا۔ جب فوجیں صف آراء ہوئیں تو حضرت خالدؓ خواتین کے پاس آئے اور کہا: اے دخترانِ عرب! تمہاری شجاعت، ہمت، جرأت اور استقلال مشہور ہے۔ تم نے فرمانبرداری کر کے خدا اور اس کے رسول کو راضی کر لیا ہے، مجھے تمہاری دلیری پر اعتماد ہے، اگر رومی تمہارے سامنے آ جائیں تو اُن سے خوب دل کھول کر لڑو۔ اگر مسلمان پیچھے ہٹیں تو انہیں غیرت دلا کر لڑائی کی طرف لوٹاؤ۔ اُمّ ابّانؓ نے کہا کاش آپ ہمیں آگے بڑھ کر لڑنے کی اجازت دیدیتے۔

جنگ شروع ہوئی تو اتفاق سے ایک تیر ابّان بن سعید کو آ کر لگا جو انہوں نے ہمت کر کے خود ہی کھینچ لیا اور زخم کو اپنے عمامہ سے باندھ دیا۔ لیکن تیر زہر میں بجھا ہوا تھا۔ زہر کا اثر سارے جسم میں پھیل گیا اور آپ شہید ہو گئے۔ جب اُمّ ابّانؓ کو اپنے شوہر کی شہادت کا علم ہوا تو فرطِ رنج سے دوہری ہو گئیں۔ نوعمر عروس گھبرا کر اپنے شوہر کی لاش کی طرف بڑھی لیکن لاش سے لپٹ کر آہ و بکا کرنے کی بجائے انہوں نے لاش سے مخاطب ہوکر کہا: اے میرے سرتاج! خدا نے تمہیں وہ چیز عطا کر دی جس کی میں خواہشمند تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور تمہیں ایک جگہ کیا تھا لیکن موت نے ہمیں جدا کر دیا۔ موت سے کسی کو رستگاری نہیں ہے۔ میں نے تمہارے ساتھ نباہ کا عہد کیا تھا میں اب بھی اس عہد پر قائم ہوں اور انشاء اللہ مرتے دم تک قائم رہوں گی۔ میں اُس وقت تک جہاد کروں گی جب تک میری آرزو پوری نہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ مجھے بھی شہادت عطا نہ فرمائے۔ میں جلد تم سے فردوس میں آ کر ملوں گی۔

جب ابّانؓ کی تدفین ہوئی تو اُمّ ابّانؓ تربت پر آئیں، فاتحہ پڑھی اور کہا: اے ابّان! پروردگار نے فرمایا ہے کہ شہید مرتے نہیں، زندہ رہتے ہیں، کھاتے پیتے اور سنتے ہیں۔ تم بھی سن رہے ہو۔ سنو! میں نے تمہارے قاتل سے قصاص لینے کا عزم کر لیا ہے۔ میدان جنگ میں جا رہی ہوں، دعا کرو کہ جلد تم سے آملوں۔

یہ کہہ کر وہ واپس آئیں، زرہ بکتر پہنی اور چہرہ اس طرح ڈھک لیا کہ صرف آنکھیں، ناک اور پیشانی کا کچھ حصہ نظر آتا تھا۔ پھر تلوار حمائل کی اور کمان ہاتھ میں لے کر گھوڑے پر سوار ہوکر میدان جنگ میں پہنچیں۔ جب ابّان بن سعید کو شہید کرنے والا توما آپؓ کے سامنے آیا تو آپؓ کا چہرہ جوش و غصہ سے سرخ ہو گیا اور آپؓ نے اُس کی دائیں آنکھ میں ایسا کھینچ کر تیر مارا کہ وہ آہ و فریاد کرتا ہوا پیچھے کی طرف بھاگا۔ اُمّ ابّانؓ نے یکے بعد دیگرے آٹھ دس عیسائیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور پھر مسلسل تیر چلاتی رہیں۔ آخر اسلامی لشکر سے پسپا ہوکر عیسائی بھاگ نکلے۔ اس کے بعد بھی اُمّ ابّانؓ کئی معرکوں میں شریک ہوئیں۔ نہایت سرفروشی اور بہادری سے لڑیں۔ لیکن شہادت کی تمنا پوری نہ ہوئی۔

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol. 12 Friday November 25 , 2005 Issue No. 47

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

زمانہ ظہور امام مہدی سے متعلق مکفّرین مہدیؑ کا نیا شوشہ

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور دیگر قدیم اکابر صوفیا اور اہل کشف بزرگوں کا متفقہ عقیدہ تھا کہ مہدی موعود چودھویں صدی تک لازماً جلوہ گر ہوں گے۔

علاوہ ازیں حضرت ابن عربیؒ نے ''فتوحات مکیّہ'' میں اور حضرت مجد دالف ثانیؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دیوبند نے اپنے مکتوبات میں اور حاجی امداداللہ صاحب مکّی نے ''شمائم امدادیہ'' میں اور ''مجدد اہلحدیث'' صدیق الحسن قنوجی نے حجج الکرامہ میں مسلمانان عالم کو واضح لفظوں میں خبردار کیا کہ وہ مہدی موعود جس کی بیعت و اطاعت کا تاکیدی فرمان دربار مصطفیٰ سے جاری ہو چکا ہے علماء زمانہ اُس پر کفر کا فتویٰ لگائیں گے اور شدید مخالفت کریں گے۔

شیعہ عالم جناب سید محمد سبطین سرساوی نے ''الصراط السوی'' میں امام مہدیؑ کی نسبت یہاں تک بتا دیا کہ:

''علماء اُس کے قتل کے فتوے دیں گے اور بعض اہل دول اُس کے قتل کے لئے فوجیں بھیجیں گے اور یہ تمام نام کے مسلمان ہی ہونگے۔'' (صفحہ 507 ناشر امامیہ کتب خانہ اندرون موچی دروازہ۔لاہور'')

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت مہدی کو لازم قرار دیتے ہوئے اُس کی بعثت کے بعد رمضان میں چاند سورج گرہن کی خبر دی تھی جس کے مطابق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے دعویٰ مہدویت کے چوتھے سال آنحضورؐ کی پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوگئی اور 1894ء کے رمضان کے دوران 21/مارچ کو چاند گرہن واقع ہوگیا جسے دیکھ کر ایک خلقت مہدی دوراں کے دامن سے وابستہ ہوگئی۔

بیسویں صدی کے بلند پایہ چشتی بزرگ حضرت غلام فریدؒ آف چاچڑاں شریف فرماتے ہیں:

''بیشک معنی حدیث شریف این چنین است کہ خسوفِ قمر ہمیشہ بتاریخ سیزدہم یا چہار دہم یا پانزدہم ماہ واقع میشود و کسوفِ شمس ہمیشہ در تاریخ بیست و ہفتم یا بیست و ہشتم یا بیست و نہم ماہ بوقوع می آید۔ پس خسوفِ قمر کہ بتاریخ ششم از ماہ اپریل 1894ء ہژدہ صد و نود و چہارم عیسوی واقع شدہ است و آں بتاریخ سیزدہم رمضان کہ اوّل شب از شبہائے خسوف است بوقوع آمدہ و کسوف درمیانہ روز از روزہا کسوفِ شمس واقع گشتہ است ۔''

(اشاراتِ فریدی'' حصہ سوم صفحہ ۷۱۔۷۲ مطبوعہ آگرہ ۱۳۲۰ھ)

ترجمہ: بیشک حدیث شریف کے معنی یہ ہیں......کہ چاند کا گرہن ہمیشہ تیرھویں، چودھویں یا پندرھویں تاریخ کو واقع ہوتا ہے اور سورج کا گرہن ہمیشہ ستائیسویں، اٹھائیسویں یا انتیسویں تاریخ کو ہوتا ہے۔پس چاند کا گرہن جو ۶/اپریل ۱۸۹۴ء کو واقع ہوا ہے وہ رمضان کی تیرھویں تاریخ تھی جو گرہن کی راتوں میں سے پہلی رات میں واقع ہوا۔اور......سورج کے گرہن کے دنوں میں سے درمیانے دن کا گرہن واقع ہوا۔

❁......مشہور اہلحدیث بزرگ مولوی حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوکے (متوفّی ۱۳/صفر ۱۳۱۱ھ/26اگست 1893ء) نے ''احوال الآخرۃ'' میں لکھا:۔

تیرھویں (۱۳) چَن ستیھویں (۲۷) سورج گرہن ہوسی اُس سالے
اندر ماہ رمضانے لکھیا ایہہ ہِک روایت والے

''احوال الآخرۃ'' ۶۱۔۱۸۶۰ء مطابق ۱۲۷۷ھ کی تصنیف ہے۔ ۱۸۹۴ء مطابق ۱۳۱۱ھ میں ظہور امام مہدی کی یہ آسمانی علامت پوری ہوگئی۔جس کے پانچ سال بعد ملک عبد اللہ تاجر کتب کشمیری بازار لاہور کی طرف سے ۱۸۹۹ء میں ''احوال الآخرۃ'' ہی کے نام سے ایک اور ''احوال الآخرت'' چھپی جس میں عین مقررہ تواریخ میں چاند سورج گرہن واقع ہونے کا زوروشور سے ذکر کیا گیا تھا۔بعض اشعار سُنیئے:۔

چَن سورج نوں گرہن لگے گا وچہ رمضان مہینے
ظاہر جدوں محمد مہدی ہوسی وچہ زمینے
ایہہ خاص علامت مہدی والی پاک نبیؐ فرمائی
وچہ حدیثاں سرورِ عالمؐ پہلوں خبر سنائی
تیراں سوتے یاراں سَن وچہ ایہہ بھی ہوگئی پوری
گرہن لگا چَن سورج تائیں جیونکر امر حضوری
جس دن تھیں چَن سورج تائیں خالق پاک او پایا
ایسا واقعہ ویکھن اندر اگّے کدیں نہ آیا
واہ سُبحان اللہ ! کیا رُتبہ پاک حبیبؐ خدائی
تیراں سو برساں جس اگدوں پیشگوئی فرمائی
تیرہویں چَن ستیویں سورج لگن گرہن دوہانوں
ایہہ تاریخاں سرور عالمؐ خود کہہ گئے اسانوں
ماہ رمضان مہینے اندر ایہہ سب واقعہ ہوسی
تدوں امام محمد مہدی ظاہر اوٹھ کھلوسی
عین بعین برابر پوری ایہہ گل واقعہ ہوئی
سارے عالَم اَکھیں ڈِٹھا شُبہ نہ رہ گیا کوئی

❁......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آفاقی علامت ۱۱۱ سال قبل پوری ہوچکی مگر خدائی نوشتوں کے مطابق مکفرین مہدی موعود آج تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہایت دیدہ دلیری سے علم بغاوت بلند کئے ہوئے ہیں۔اور اب ان شاطروں نے ایک نیا پینترا بدلا ہے اور وہ یہ کہ وہ کلمہ گو مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک کے مطابق مہدی موعود پر ایمان لانے سے باز رکھنے کے لئے اپنے دماغ سے عجیب وغریب ڈھکونسلے ایجاد کررہے ہیں اور درپردہ عالم الغیب بن کر اپنے خیالی مہدی کی آمد کے تخمینوں سے سادہ مزاج مسلمانوں کو بہلا رہے ہیں۔

❁......چنانچہ بریلوی مولوی طاہر القادری صاحب (جنہیں ہائیکورٹ نے کذّاب قرار دے رکھا ہے) نے بیان دیا ہے کہ ''اس ہزارویں سال تک امام مہدی کے ظہور کا خیال دل سے نکال دیں 774 سال بعد اگلے ہزار سال کی دوسری صدی میں آئے گا۔''

(روزنامہ نوائے وقت ۔۱۶/ اکتوبر ۲۰۰۵ صفحہ ۲)

❁......روزنامہ ''خبریں'' نے ۱۶/اکتوبر ۲۰۰۵ء کی اشاعت میں ان کا بیان ان الفاظ میں دیا ہے کہ:

''امام مہدی کا ظہور ۲۲۰۴ھ سے پہلے نہیں ہوگا۔''

❁......اس کے برعکس دیوبندی مولوی عبدالرحمٰن اشرفی (سربراہ جامعہ اشرفیہ) کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ:

''امام مہدی کے ظہور کا وقت بس آن ہی پہنچا ہے۔ بہت جلد وہ اپنے ظہور کا اعلان کریں گے......ہمارے ایک اللہ والے بزرگ مولانا سرفراز کو بشارت ہوئی ہے کہ امام مہدی کی آمد ہوچکی ہے اور اُن کا ظہور تمہاری زندگی (سرفراز کی زندگی) میں ہی ہوگا۔''

(روز نامہ خبریں ۱۵/ اکتوبر ۲۰۰۵ء صفحہ ۴)

❁......اب فرقہ امامیہ کے ''غیب دانوں'' کی سنئے ۔مولوی سید نجم الحسن کراروی (ناظم اعلیٰ پاکستان شیعہ مجلس علماء) نے اپنی کتاب ''چودہ ستارے'' طبع سوم کے صفحہ ۴۸۵ میں کسی مجہول النسب ملّا کے حوالہ سے ارشاد فرمایا ہے کہ:

''امام المہدی علیہ السلام یوم جمعہ تاریخ ۱۰ محرم الحرام ۷۱۰۰ھ میں ظہور فرمائیں گے۔''

اب ۱۴۲۶ ہجری سال ہے۔ دوسرے لفظوں میں کراروی صاحب شیعہ دنیا کو تسلّی دے رہے ہیں کہ گھبراؤ نہیں مہدی کا ظہور ہجری کیلنڈر کی رو سے آج سے 5674 سال بعد ہوگا۔کراروی صاحب نے اسی مقام پر ''یہ خوشخبری'' بھی دی ہے کہ ایک تخمینہ کے مطابق ۹ ہزار سال بعد مہدی آئے گا۔

صاف کھل گیا کہ مہدی سے متعلق یہ سب خودساختہ نظریات فرضی، جعلی اور محض ڈھکونسلے ہیں جن کا مطلب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عوام کالانعام کو اُلّو بنایا جائے تا وہ بدستور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق پورے ہونے والے ۱۸۹۴ء کے آفاقی نشان کی تکذیب زوروشور سے جاری رکھیں اور ہمیشہ ملّاؤں ہی کو نائب مہدی سمجھ کر ان کے دام تزویر و تلبیس میں الجھے رہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پُرشوکت عالمگیر منادی

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے فرمایا:

''یہ دارقطنی کی حدیث مسلمانوں کے لئے نہایت مفید ہے۔اس نے ایک تو قطعی طور پر مہدی معہود کے لئے چودھویں صدی کا زمانہ مقرر کر دیا ہے اور دوسرے اس مہدی کی تائید میں اس نے ایسا آسمانی نشان پیش کیا ہے جس کے تیرہ سو برس سے کُل اہل اسلام منتظر تھے۔سچ کہو کہ آپ لوگوں کی طبیعتیں چاہتی تھیں کہ میرے مہدویت کے دعویٰ کے وقت میں آسمان پر رمضان کے مہینہ میں خسوف کسوف ہوجائے؟ان تیرہ سو برسوں میں بہتیرے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی کے لئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا۔بادشاہوں کو بھی جن کو مہدی بننے کا شوق تھا یہ طاقت نہ ہوئی کہ کسی حیلہ سے اپنے لئے رمضان کے مہینہ میں خسوف کسوف کرا لیتے۔ بیشک وہ لوگ کروڑ ہا روپیہ دینے کو تیار تھے اگر کسی کی طاقت میں بجز خدا تعالیٰ کے ہوتا کہ ان کے دعوے کے ایّام میں رمضان میں خسوف کسوف کر دیتا۔

مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے......غرض میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ نشان میری تصدیق کے لئے ہے نہ کسی ایسے شخص کی تصدیق کے لئے جس کی ابھی تکذیب نہیں ہوئی اور جس پر یہ شور تکفیر اور تکذیب اور تفسیق نہیں پڑا۔اور ایسا ہی میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ اس نشان سے صدی کی تعیین ہوگئی ہے کیونکہ جبکہ یہ نشان چودھویں صدی میں ایک شخص کی تصدیق کے لئے ظہور میں آیا تو متعیّن ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے ظہور کے لئے چودھویں صدی ہی قرار دی تھی کیونکہ جس صدی کے سر پر یہ پیشگوئی پوری ہوئی وہی صدی مہدی کے ظہور کے لئے ماننی پڑی تا دعویٰ اور دلیل میں تفریق اور بُعد پیدا نہ ہو۔''

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۳۔۳۴ طبع اوّل ۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۴۲)

وہ آیا منتظر تھے جس کے دن رات
معمہ کھل گیا روشن ہوئی بات
پھر اس کے بعد کون آئے گا ہیہات
خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات
خدا نے اک جہاں کو یہ سنادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِی

❁❁❁❁❁

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔
(مینجر)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)